

عقیدت کے پھول

محمد عثمان عارف نقشبندی

عقیدت کے پھول

محمد عثمان عارف نقشبندی

عقیدت کے پھول

سنِ اشاعت اگست ۱۹۸۰ء
مطابق : رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

بار اول

تعداد : ایک ہزار

قیمت : ۲۵ روپے

خوشنویس : عبدالمنان گیاوی

ناشر:
بیدل اکیڈمی، بیدل منزل، بیکانیر (راجستھان)

★

ملنے کے پتے: • انجمن ترقی اردو، راؤز ایونیو، نئی دلی ۱۱۰۰۰۲
• آستانہ بکڈپو، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
• مکتبہ جامعہ اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶

●

اس کتاب کی کتابت اور تزئین 'پرنٹو' سنڈ پروسس ۳۱۲۔ مادی پور نئی دلی کے زیر اہتمام ہوئی۔

مطبوعہ وشنو آفسٹ پرنٹرس، ٹیوڈی ہاؤس نئی دلی

انتساب

والد بزرگوار

حضرت علامہ الحاج

محمد عبداللہ بیدل صاحب

کے نام



فہرست



उपराष्ट्रपति, भारत
नई देहली
VICE-PRESIDENT
INDIA
NEW DELHI

پیشِ لفظ

شعر و سخن کی اصناف میں درحقیقت سب سے زیادہ نازک صنف 'نعت گوئی' ہے۔ وہ
ت مقدس جس پر خود خالقِ کائینات درود و سلام بھیجے اور اس کے پاک فرشتے جس کی توصیف کریں'
ں کے لیے کائینات کی تخلیق کی گئی ہو۔ آسمانوں کو بلندی، دریاؤں کو وسعت اور مہر و ماہ و نجوم کو
انی بخشی گئی ہو اس کے حضور کچھ 'عرض' کرنے کی جرأت کے لیے بھی احتیاط، ہوشمندی اور فرزانگی
ضرورت ہے۔

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

بارگاہِ رسالت مآب میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے چشمِ طلب کی تھوڑی سی
رش بھی 'جرمِ وفا' کے برابر ہے۔ یہاں 'سجدۂ شوق' کی اجازت ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اسکا اظہار
ت نگاہوں سے کیا جائے۔ جنون کی کتنی بھی شورش ہو مگر جیب و گریباں تار تار نہ ہوں۔ شریعت
تباعِ کامل اور مقامِ نبوت کی عظمت کا عرفان حاصل ہونے کے بعد ہی 'نعت گوئی' کی منزل طے ہوتی ہے۔
ل اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے اگر بے پایاں عشق نہیں، سینے میں جذبۂ ایمانی اور
ہیں 'نورِ محمدی' نہیں تو نعت گوئی کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ علامہ اقبالؔ نے کہا تھا۔

عشق کی منزل ہے وہ عشق کا حاصل ہے وہ
حلقۂ آفاق میں گرمیٔ محفل ہے وہ

اس لیے 'نعت' کو اس کے معیار اور اس کے مقام کے مطابق کہنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس منزل میں وہی بامراد ہو سکتا ہے جو اس مقام تک پہنچ جائے۔

چلوں میں جانِ حزیں کو نثار کر ڈالوں
نہ دیں جو اہلِ شریعت جبیں کو اذنِ سجود

آج کے دور میں جب کہ عشقیہ شاعری عام ہے اور نعت گوئی کا رجحان کم ہوتا جا رہا ہے۔ محمد عثمان عارف صاحب کا یہ نعتیہ کلام 'صنف نعت گوئی' میں ایک قیمتی اضافہ ہے۔ ان کے کلام میں تخیل کی پاکیزگی، درد و اثر اور سوز و تپش پوری طرح موجود ہے، تصوف و اخلاق کے جذبات کا اظہار انہوں نے ضبط و توازن اور احتیاط کے تقاضوں کے ساتھ کیا ہے۔ خیال کی پختگی، فکر کی بلندی، استادانہ رنگ لیے ہوئے ہے۔ نعت گوئی میں قومی اور اخلاقی مسائل کو انہوں نے اپنے ایک مخصوص انداز میں پیش کیا ہے۔

ترے نقشِ قدم پر چل کے دیکھے
یہ دنیا آج جو بھٹکی ہوئی ہے

یا

انسانیت حضورؐ کی احسان مند ہے
انسان بلند آپؐ کے کردار سے ہوا

عارف صاحب جس خاندانِ علم و فضل کے چشم و چراغ ہیں اس سے اہلِ ادب کی نسل پوری طرح واقف ہے۔ ان کے والد بزرگوار حاجی محمد عبداللہ صاحب بیدل، علامہ بیخود دہلوی کے شاگرد تھے، اور ایک بلند پایہ شاعر تھے۔ ان کے بھائی محمد یوسف راسخ کا شمار ہندوستان کے قادر الکلام شعراء میں ہوتا تھا۔ اس لیے یہ کہنا بے جا نہیں کہ شعر و سخن کی دولت عارف صاحب کو ورثہ میں ملی ہے۔

عارفؔ صاحب، نقشبندی سلسلۂ طریقت سے وابستہ ہیں، اس لیے تصوف کی اعلیٰ قدریں جو انسانی ذہن میں سوز و گداز، رقت اور انسان دوستی کے پُرخلوص جذبات پیدا کرتی ہیں ان کے نعتیہ کلام میں موجود ہیں۔ نفسیاتی گیرائی اور گہرائی، امنگوں اور تمناؤں کا ادراک انہیں نعت گوئی کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ اس لیے ان کے نعتیہ کلام میں ایک والہانہ کیفیت، ایک نیا آہنگ، ایک دلکش لے، ایک نئی تڑپ اور ایک نئی فضا کا احساس پایا جاتا ہے اور یقیناً یہ چیز ان کی انفرادیت کو ممیز و ممتاز کرتی ہے۔

عارفؔ صاحب نعت گوئی کے لطیف اور رمزی پہلوؤں سے بہ خوبی واقف ہیں۔ جہاں کہیں اس طرح کے پہلو ان کے سامنے ابھرتے ہیں ان کا پیرایۂ بیان نہایت دلکش او جاذب ہو جاتا ہے۔

کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے سجدوں کا حریمِ جاناں میں
روضہ پہ بھی دنیا جھکتی ہے کعبہ میں بھی سجدہ ہوتا ہے
اے چشمِ تمنا بچھ بچھ جا طیبہ کی مقدس راہوں میں
اس کو بھی عبادت کہتے ہیں اس طرح بھی سجدہ ہوتا ہے
اسرار بھی حسن و الفت کے کھلتے ہیں بہ قدرِ ظرف و نظر
جلوہ کہیں پردہ ہوتا ہے پردہ کہیں جلوہ ہوتا ہے
وہ صاف نظر آجاتے ہیں روضہ کے نظاروں میں عارفؔ
وہ اور ہی دنیا ہو گی جہاں طالب سے بھی پردہ ہوتا ہے

عارفؔ صاحب کی نعتوں میں ایمان اور ایقان کی پختگی، تاثیر و نفوذ، فن کی عظمت، اسلوب کی دلآویزی، عقیدت کے جذبات کی شدت ہر شعر میں نمایاں ہے۔

اے دامنِ مراد، زمیں بن کے پھیل جا
کونین جو لٹا دے وہ داتا ہے سامنے

چہرہ ہے محمدؐ کا گیسو ہیں محمدؐ کے
جو صبح مدینہ میں جو رات مدینے میں

ایسے بھی زمانے میں اللہ کے بندے ہیں
بیٹھے ہوئے گھر پر ہیں دن رات مدینے میں

یہ معراج محبت ہے یہ تکمیل عبادت ہے
کہ حاصل زندگی کا ایک سجدہ ہے مدینے میں

زیر نظر مجموعہ 'عقیدت کے پھول' محمد عثمان عارف کا نعتیہ کلام ہے۔ اس میں حمد و نعت، منقبت اور سلام وغیرہ شامل ہیں۔ کتاب کی ابتدا میں نعت گوئی پر عارف صاحب کا ایک جامع اور پُر مغز تبصرہ بھی ہے۔ جس کے مطالعہ کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ عارف صاحب شعر و ادب پر ایک عمیق اور غائر نظر رکھتے ہیں۔ امید ہے ان کا یہ کلام اربابِ نظر اور صاحب بصیرت سے دادِ تحسین حاصل کرے گا۔

خالقِ کائنات کا منشا و مدعا نبی
خلق کی ابتدا، نبی خلق کی انتہا نبی

محمد ہدایت اللہ
(محمد ہدایت اللہ)
۱۰- جن پتھ- نئی دہلی

۲۶ر اگست ۱۹۸۰ء

شاعری میں صنفِ نعت

اصنافِ سخن میں نعت بڑی نازک، اہم اور پاک و پاکیزہ صنف ہے، نعت مختص ہے۔ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لیے، اسی لیے بڑے بڑے شعراء خواہ عرب کے ہوں خواہ اردو فارسی کے، نعت لکھنے میں بڑے باادب او محتاط رہے ہیں، فارسی کا مشہور مصرع ہے۔

با خدا دیوانہ باش با محمدؐ ہوشیار

عرفیؔ شیرازی کہتے ہیں سہ

ہزار بار بشویم زباں زِ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمالِ بے ادبیست

یہ تو مقامِ ادب و احترام ہے، لیکن یہ راہ دشوار گزار کس قدر ہے۔ اس کا حال بھی بزبانِ عرفیؔ ہی سنئیے سہ

عرفیؔ متشاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا
آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

یہاں اس بات کا بھی اظہار غیر متعلق نہ ہوگا کہ عرفیؔ مزاجاً ایسے شاعر تھے جن کو مائل بہ نخوت کہا جا سکتا ہے لیکن مندرجہ مقطع میں حقیقت کا اظہار کیسے احساسِ عجز و انکسار، احترام اور ہیبت و خوف سے کیا ہے۔ تلوار کی دھار پر چلنا یا راہِ پل صراط طے کرنا کتنا دشوار مرحلہ ہے۔ اس کا اندازہ اہلِ احساس ہی کر سکتے ہیں، یہی حال نعت گوئی کا ہے۔ ظاہر ہے یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اوّل تو تعریف و توصیف سے بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے، دوم یہ کہ اگر نعت کہی جائے تو ادب و احترام کا ملحوظ رکھنا اشد ضروری ہے جو نعت گوئی کے لیے ناگزیر ہے۔ جس ذاتِ گرامی کی نعت خالقِ کائنات، مالکِ علم و کلام نے کلام مجید اور فرقان حمید میں عجیب عجیب اور پیارے پیارے انداز میں کہی، اس کے بعد کسی بشر کی کیا طاقت کہ وہ کما حقہٗ تو کیا آپؐ کے اوصاف و محامد کا عشرِ عشیر بھی بیان کر سکے۔ چنانچہ بڑے سے بڑے شاعر کو بھی نعت پاک کہنے میں اپنی تمام فکر رسا، اور جولانیٔ طبع صرف کرنے کے بعد بھی اپنے عجز و انکسار، اور بے بضاعتی

علم وکمال کا اعتراف کرنا پڑا، اُردو کے مشہور صوفی اور ولی شاعر حضرت مظہر جانِ جاناں نقشبندی رح کو یہ کہتے بنی ؎

خدا مداحِ ذاتِ مصطفےٰ بس
محمدؐ حامدِ حمدِ خدا بس

غالبؔ جن کو یہ دعوےٰ تھا ؎

یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

لیکن نعت کہتے ہیں تو مقطع میں یہ کہہ کر سپر ڈال دیتے ہیں ؎

غالبؔ ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم
کاں ذاتِ پاک مرتبہ داں محمدؐ است

میرے والد بزرگ، صوفیٔ کامل، علاّمہ الحاج محمد عبداللہ بیدلؔ مرحوم و مغفور فرما گئے ہیں ؎

بر لوحِ نبشتہ ز ازل شانِ محمدؐ
آرام ز کجا بدحتِ شایانِ محمدؐ

میرے استادِ محترم فاضلِ اجل علامۂ وقت حضرت حکیم

مولوی بادشاہ حسین رعنا لکھنوی مرحوم ہیڈ مولوی ڈونگر کالج بیکانیر نے
کیا حقیقت بیان فرمائی ہے ؎

مضمون زِ خدا خواہم و گفتار زِ جبریل
تا ساز دہم مدحتِ شایانِ محمدؐ

بڑے بڑے فصحائے عرب اور شعرائے عہدِ جاہلیت جو زبان و بیان میں اپنے اپنے مقام پر عدیم المثال قدرت کاملہ کے مالک تھے جو اپنے مقابلہ میں تمام دنیا کو عجمی کہتے تھے انہوں نے اور فارسی کے جلیل القدر شعراء نے اعلیٰ سے اعلیٰ نعتیہ قصائد اور غزلیں کہنے کے بعد یہی اعتراف کیا ہے کہ وہ نعت گوئی کا حق ادا نہیں کر سکے۔ بایں ہمہ عربی، فارسی اور اردو شاعری میں نعت ایک مستقل اور با قاعدہ صنفِ سخن رہی ہے، شعراء کے علاوہ، صحابہ کرام، پیرانِ عظام اور صوفیائے کرام نے بھی حضورؐ کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کیا اور اپنے اپنے مقام اور ظرف کے مطابق منصب و مقامِ نبوت کے عرفان و ایقان کے ساتھ اپنے رُوحانی مرتبوں کو بلند و بالا کرنے کے لیے عشقِ محمدی کا سہارا لے کر نعتیں اور قصائد کہہ کر حمد و نعت کے لٹریچر میں بیش بہا اضافہ فرمایا ہے۔
پہلے فارسی اور اردو کے دواوین کی، تدوین و جلد سازی کے لیے حمد و نعت کو جزو اوّل و لاینفک سمجھا جاتا تھا حضور سرور دو عالمؐ کی نعت گوئی

میں شاعروں کے علاوہ شاعرات نے بھی حصہ لیا۔ بنتِ رسولؐ فاطمہ زہرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے بھی حضورؐ کی بارگاہ میں اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔ صحابہ کرام میں حضرت حسان بن ثابت، عبداللہ بن رواحہ، کعب بن زہیر، علی مرتضےٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم نے جس والہانہ ذوق وشوق جذب و مستی سے نعتیں کہیں، ان کی تعریف میں زبان عاجز ہے۔

فارسی کے شعراء سعدی، جامی، قدسی، قآنی، خاقانی، عرفی، نظیری، خسرو، اقبال، مرزا عبدالقادر بیدل، غالب اور صوفیاء کرام میں حضرت عطار، رومی، غوث الاعظم، خواجہ معین الدین چشتی، نظام الدین محبوب الٰہی رحم اللہ اجمعین نے نعت میں وہ وہ دادِ سخن دی ہے کہ ایمان تازہ اور دل زندہ ہوتا ہے۔

دراصل شاعری، شاعر کے احساساتِ لطیفہ اور جذباتِ پاکیزہ کی ترجمانی کا نام ہے۔ لیکن احساسات وجذبات کو بیدار یا برانگیختہ کرنے کے لیے عشق و محبّت کی کارفرمائی بے حد ضروری ہے۔ عشق کسی شے، محبوب و ممدوح سے ہو، عاشق کو دل کی کیفیات کے اظہار پر مجبور کر دیتا ہے۔ وہ اظہار کبھی بہ زبان شعر، کبھی بذریعہ تحریر و تقریر ہوتا ہے۔ وہ اظہار کیسا، اس کا معیار و مقام کتنا بلند ہوتا ہے، اس کا انحصار ہے ایک طرف محبوب، ممدوح اور شے مرغوب و مطلوب کی ذات کے حسین وجمیل اور صفات میں بلند و بالا ہونے پر اور دوسری طرف

عاشقِ محبوب، مداحِ ممدوح، اور طالبِ مطلوب کے جذبۂ عشقِ صادق، پر، نیازمندی اور خلوص پر، شیفتگی و وارفتگی پر، محبوب کے اوصاف و محامد کے عرفان و ادراک، ایقان اور ایمان پر، اب ذاتِ پاک نبی کریمؐ کے علوِ مرتبت، اوصاف و کمال، سیرتِ پاک اور حیاتِ طیّبہ کا اندازہ، اس بات سے لگائے کہ وہ محبوب ہیں۔ اس خداوند قدوس کے جو ہر قسم کی تعریف سے اعلیٰ و بالا ہے۔ ع

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم

اس ذاتِ پاک نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہیں یٰسین کہیں طٰہٰ کہا، ' وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۵ ' فرمایا۔ ' اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ ' اور ' خاتم النبیین ' کہہ کر مدارج و مقاماتِ محمدیؐ کی انتہا کردی۔ ایسی صورت میں انبیاءؑ، صحابۂ کرام، آلِ اطہار، اولیاء کرام اور شعرا ہی تک بات محدود کیوں رکھی جائے، تمام کائنات آپؐ کی عقیدت و محبت میں از وارفتہ و بے خود ہو جائے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

اردو کے شعری ادب میں بھی حمد و نعت کو اولین و ممتاز مقام حاصل رہا ہے۔ شعرائے قدیم میں شاید ہی کوئی شاعر بے توفیق و بدنصیب رہا ہو جس نے حمد و نعت سے اپنے دیوان کی ابتدا نہ کی

ہو، ہر دَور میں ہر شاعر نے کم و بیش نعت کہنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بعض شعراء پر تو یہ فضل خداوندی رہا کہ انہوں نے حمد و نعت و منقبت کے الگ دواوین مرتب کیے اور ان کو قبول عام و خاص کا خلعت عطا ہوا۔ نعت گو شعراء میں مولوی غلام امام شہید، غالبؔ و مومنؔ (جن کے قصائد نعت یادگار ہیں) حالیؔ، امیرؔ مینائی، محسنؔ کاکوروی، اقبالؔ، ظفرؔ علی خاں، محمد علی جوہرؔ، احمد رضا خاں صاحب بریلوی، نیاز صاحب بریلوی، اکبرؔ وارثی میرٹھی، کیفؔ ٹونکی، حافظؔ پیلی بھیتوی، جلیلؔ مانکپوری، اقبالؔ سہیل، بیدمؔ شاہ وارثی، حفیظؔ جالندھری، بہزادؔ لکھنوی، زائرِ حرم عبدالحمید صدیقی اور ضیاء القادری وغیرہ کے اسمائے گرامی خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ حضورؐ کی نعت کے ذریعہ آپ کی سیرت پاک، خصائل و فضائل رحم و کرم، عفو و درگذر، خلقِ عظیم، عجز و انکساری، حق و صداقت، راستی و دیانت داری، عدل و انصاف، مہر و وفا، بے پناہ مساوات، عالم گیر انسانیت اور اخوت و محبت بیان کر کے شعراء نے تمام دنیا کے سامنے حضورؐ کا اسوۂ حسنہ پیش کیا جس سے عوام و خاص پر رشد و ہدایت کی راہیں کھل گئیں۔ یہاں ایک بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ حضورؐ کی نعت غیر مسلم شعراء نے بھی ایسی محبت، ارادت، عقیدت، ادب و احترام و نیاز مندی سے کہی ہے، خواہ وہ تعداد میں زیادہ نہ ہو۔ کسی مسلم شاعر کی نعتوں کے مقابلہ میں کسی بھی لحاظ سے ان کو کم درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

اور کوئی مسلمان شاعر جذبۂ خلوص و محبت اپنی برتری و فوقیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا، صوفیا کرام کی طرح سادھو سنتوں نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ بابا گورو نانک اور سنت کبیر کے اسمائے گرامی خاص طور سے پیش کیے جا سکتے ہیں، شعرا میں علامہ کیفیؔ دہلوی، علامہ زارؔ دہلوی، علامہ ساحرؔ دہلوی، مہاراجہ کشن پرشاد شادؔ، بالمکند عرشؔ ملسیانی، ہری چند اختر، ساحرؔ ہوشیارپوری پنڈت رام کرشن مضطرؔ، منشی چاند بہاری لال صباؔ جے پوری کی نعتیں لائق صد ستائش و آفریں ہیں۔ بابا گورو نانک کی اولاد میں کنور مہندر سنگھ بیدی سحرؔ نے تو وفورِ عشق محمدؐ میں یہاں تک چیلنج دے دیا ہے

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں
صرف مسلم کا محمدؐ پہ اجارہ تو نہیں

یہاں دو حقیقتیں آشکار ہو جاتی ہیں، ایک یہ کہ سرزمینِ ہند میں آپسی میل ملاپ، محبت اور یگانگت بنیادی خصوصیات میں سے ہے۔ دوم اُردو زبان محبت اور قومی یک جہتی کی اساس ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار اور قابلِ فخر حقیقت ہے کہ اردو شعر و ادب کے ذریعہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے ہزارہا افراد بلکہ خاندان حقیقی اخوّت و محبت کے رشتہ سے جڑے ہوئے ہیں۔

شاعری میں صنفِ نعت کی بابت اظہارِ خیال کرنے کے بعد میں اپنا ناچیز ہدیۂ نعت بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، عشقِ محمدیؐ کا دعویٰ تو چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ البتہ یہ ضرور عرض کروں گا کہ نعت کہتے وقت آقائے نامدارؐ کا تصور آتا ہے تو اکثر دل میں طوفانِ گریہ اُمڈ کر آنکھیں اشک برسانے لگتی ہیں۔ غالباً اس لیے کہ ؎

آنکھوں کے اشک دھوئیں گے دل کے غبار کو
پہلے وضو کروں تو محمدؐ کا نام لوں

خاک پائے آقائے نامدار

محمد عثمان عارف نقشبندی

۲ر رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۸۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

کلامِ حق

حمد اس کی ہے جو مالک علم و کلام ہے
یکتا صفات و ذات میں اس کا ہی نام ہے
اُن پہ درود جن پہ نبوت تمام ہے
رحمت کا جن کی دونوں جہاں کو پیام ہے

محفل کی ابتدا ہے کلام مجید سے
رحمت کے پھول برسیں گے ذکر سعید سے

عزت جہاں کی دین کی عظمت کلام پاک
کونین سے ہے قیمتی دولت کلام پاک
اللہ کا کلام صداقت کلام پاک
اتری ہے جو رسولؐ پہ نعمت کلام پاک

قرآں کے ورق ہیں کہ گنجینے نور کے
ہیں جلوہ گر نقوش اسی کے ظہور کے

سب اس میں دیکھ لیجئے دن کیا ہے رات کیا؟
کیا ہیں زمین و چرخ یہ ہیں شش جہات کیا؟
کیا ہے عدم وجود ہے کیا، کائنات کیا؟
کوئی کرے تو معنی و مضمون کی بات کیا؟
ممکن نہیں کہ منہ میں خدا کی زبان ہو
پھر کس کا منہ ہے اس کی فضیلت بیان ہو

آنکھوں کو نور اور دلوں کو ضیاء ملے
حسن و شعورِ زندگی، ذہن رسا ملے
چشمِ یقیں سے دیکھئے پھر کیا سے کیا ملے
نورِ محمدیؐ ملے نورِ خدا ملے
قرآں پڑھیں تو گفتگو ربِ اعلیٰ سے ہو
دیدار کا نصیب شرف مصطفےؐ سے ہو

پڑھنا ثواب اس کا پڑھانا ثواب ہے
سننا ثواب اس کا سنانا ثواب ہے
قرآں کو دیکھ لینا، دکھانا ثواب ہے
ہاتھوں میں لینا سر پہ اٹھانا ثواب ہے
بارش ہو رحمتوں کی کرم کا نزول ہو
پڑھ کر دعا جو مانگو یقیناً قبول ہو

اعجاز کیا زباں کے بیاں پُر اثر ہیں کیا!
جھوم اٹھے کائنات شجر کیا حجر ہیں کیا!
کامل اگر ہو کوئی تو لعل و گہر ہیں کیا!
تسخیر دو جہاں ہوں یہ بحر و بر ہیں کیا!

اللہ کے کلام میں کس کو کلام ہے
اُترا یہ جن پہ ان پہ درود و سلام ہے

تحریر سب ازل سے ابد کا نظام ہے
انسانیت کا ایک مکمل پیام ہے
ممتاز گو جہان میں انساں کا نام ہے
دنیا کے ذرّے ذرّے کا اپنا مقام ہے

سارے اسی کے حکم سے مصروفِ کار ہیں
عالم تمام تابع پروردگار ہیں

حاکم ہے کون؟ اصل میں ربِ اعلیٰ ہے کون؟
کس کا ہے ملک، مالک و فرماں روا ہے کون؟
کس شے کو ہے بقا یہاں باقی رہا ہے کون؟
قائم رہے ہمیشہ سوائے خدا ہے کون؟

چاہے جسے وہ عزت و ذلت عطا کرے
چاہے تو تخت و تاج دے، چاہے تو چھین لے

عارفؔ یہی تو ملکِ سخن کا بھی حال ہے
قبضہ میں سب اسی کے زباں ہے خیال ہے
عاجز ہیں اہلِ علم کسے قیل و قال ہے
اس سے ہی نظم و نثر کا حسن و جمال ہے

حیراں ہیں، بند ناطقے اہلِ زباں کے ہیں
قرآں میں وسحر زبان و بیاں کے ہیں

نعتِ رسولؐ کیا ہو کلامِ خدا کے بعد
حمدِ خدا کرے کوئی کیا مصطفٰے کے بعد
کیا ابتداء ہو بندہ سے اب انتہا کے بعد
پڑھنا قضا نماز ہے گویا ادا کے بعد

لاتقنطو! جو مژدۂ ربِّ غفور ہے
لطف و کرم کی آس بھی رکھنا ضرور ہے

چاہے تو وہ خیال کو ندرت عطا کرے
الفاظ اور بیان میں قدرت عطا کرے
زورِ کلام اور بلاغت عطا کرے
تاثیر دے سخن میں صداقت عطا کرے

نعتیں تری قبولِ خدا و رسولؐ ہوں
عارفؔ سدا بہار عقیدت کے پھول ہوں

ظہورِ قدسی

آئے وہ بن کے دونوں جہاں کی بہار آج
تسکینِ رُوح آج ہے دل کو قرار آج
کس شان میں ہے رحمتِ پروردگار آج
دنیا درود پڑھتی ہے بے اختیار آج

فرشِ زمیں سے تا بہ فلک رنگ و نور ہے
روشن ہے کائنات یہ شانِ حضور ہے

ڈالی جو اس نے خاص نظر التفات کی
تنویر بھر دی آپؐ میں سب اپنی ذات کی
نورانی صبح ہو گئی تاریک رات کی
تصویر پوری آج ہوئی کائنات کی

حسنِ ازل کا نیرِّ اعظم چمک اٹھا
کونین میں وہ نورِ مجسّم چمک اٹھا

تاروں کی انجمن ہے فلک پر سجی ہوئی
قدموں میں اُن کے چاند لٹاتا ہے چاندنی
طاری ہے فرطِ عیش میں پھولوں پہ بے خودی
پھولی نہیں سماتی چمن میں کلی کلی

تشریف آوری ہے جو عالی جناب کی
ہر سو مہک ہے عنبر و مشک و گلاب کی

آداب کے لیے ہوئے صف بستہ انبیاءؑ
حوروں نے مل کے نغمۂ صلی علیٰ پڑھا
جاری ہے قدسیوں کی زبانوں پہ لا الہٰ
گونجی ہوئی فضا میں ہے توحید کی صدا

عرشی تمام جھک پڑے تسلیم کے لیے
اہلِ زمیں کھڑے ہوئے تعظیم کے لیے

تاریکیاں جہان کی کافور ہو گئیں
چمکا جو مہر بستیاں پُر نور ہو گئیں
دل شاد اور طبیعتیں مسرور ہو گئیں
آنکھیں مئے زلال سے مخمور ہو گئیں

ساقی کا لطف خاص ہے میخانہ عام ہے
ہر بادہ کش کے ہاتھ میں کوثر کا جام ہے

آئے حضورؐ رحمتِ یزداں لیے ہوئے
شیرازۂ حیات کا ساماں لیے ہوئے
آسودگیٔ قلبِ پریشاں لیے ہوئے
انسانیت کے درد کا درماں لیے ہوئے

دینِ محمدیؐ کی جو تکمیل ہو گئی
بزمِ جہاں کی اک نئی تشکیل ہو گئی

نورِ خدا وہ آیا کہ ایمان آگیا
انسانیت کو ناز ہے انسان آگیا
بالیدگیٔ روح کا سامان آگیا
خود منہ سے بولتا ہوا قرآن آگیا

انسان کے ضمیر کو ایسی جلا ملی
ظلمت کدہ میں دہر کے راہِ خدا ملی

صادق، امین، اور نذیر و بشیر ہیں
والشمس و والضحیٰ و سراجاً منیر ہیں
جلوہ نمائے حق ہیں تو روشن ضمیر ہیں
یکتا ہیں بے مثال ہیں اور بے نظیر ہیں

رحمت کی اک نگاہ سے دنیا بدل گئی
ایمان تازہ ہو گئے حالت سنبھل گئی

اخلاق اُن کا شیوہ تو الطاف اُن کی خُو
پھولوں سے نرم غنچوں سے نازک ہے گفتگو
قسمت سے جس نے دیکھ لیا چہرۂ نکو
آنکھیں ہوئی ہیں پاک ہوا قلب باوضو

چہرہ نظر وہ آیا کہ قرآن کھل گیا
امّت کا سارا دفترِ عصیاں ہی دُھل گیا

پردے فریب و مکر کے سب چاک ہوگئے
جتنے خدا تھے مٹی کے وہ خاک ہوگئے
قصّے ہی کفر و شرک کے سب پاک ہوگئے
جو نا سمجھ تھے صاحبِ ادراک ہوگئے

بندوں کو بندگی کا سلیقہ سکھا دیا
دنیا کو آگے ایک خدا کے جھکا دیا

ڈوبے ہوؤں کی ناؤ ترانے کو آگئے
گرتے ہوؤں کو اونچا اٹھانے کو آگئے
بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھانے کو آگئے
سینے سے بےکسوں کو لگانے کو آگئے

برسے جو بن کے ابرِ کرم غم مٹا دیے
جُود و سخا کے آپ نے دریا بہا دیے

آقا کوئی نظر میں نہ کوئی غلام ہے
دینِ خدا میں خاص ہے کوئی نہ عام ہے
اس دین میں فرد فرد کا انسان نام ہے
ہر گفتگو میں ان کی خلوصِ عوام ہے

انصاف و عدل وہ ہے طبیعت میں آپؐ کی
شاہ و گدا ہیں ایک شریعت میں آپؐ کی

بعد غروب دین کا سورج اُبھر گیا
انگلی کا معجزہ تھا جو شق القمر ہوا
صلی علیٰ یہ قربِ خداوندِ کبریا
دَم بھر میں طے سفر تھا زمین اور عرش کا

لاکھوں سلام، لاکھوں درود ان پہ مرحبا
جن کا ہر ایک سانس ہے اک زندہ معجزا

ظاہر رموزِ کرسی و لوح و قلم ہوئے
بے نور قصر قیصر و کسریٰ و جم ہوئے
ہر سُو بلند حق کے نشان و عَلم ہوئے
مولا کے سامنے سرِ تسلیم خم ہوئے

بادل فلک پہ فضل و کرم کے یوں گھر گئے
ظلم و ستم کے قصرِ فلک بوس گر گئے

چشمِ محمدیؐ کا اشارہ جو پا گئے
صحرانشیں عرب کے زمانے پہ چھا گئے
ذرّات آفتاب کی منزل پہ آ گئے
منہ ان کے جو بھی آئے وہی منہ کی کھا گئے

دل سے جو بن گئے تھے غلامِ محمدیؐ
ان کے قدم کے نیچے تھی عالم کی سروری

اے مرحبا! جنابؐ، خدا کے رسوؐل ہو
ڈالو جو اک نگاہ تو کانٹا بھی پھول ہو
عارفؔ کا بھی سلامِ عقیدت قبول ہو
بہرِ حسنؓ، حسینؓ، علیؓ و بتولؓ ہو

ارماں مچل رہے ہیں مدینے کے واسطے
ہوجائے اہتمام سفینے کے واسطے



○

خدا کی شان وہ شمعِ تجلّی ہے مدینے میں
جہاں پروانہ بن کر ٹوٹا پڑتا ہے مدینے میں

فرشتے سجدہ کرتے ہیں خدائی سر جھکاتی ہے
دو عالم کا جو قبلہ ہے وہ کعبا ہے مدینے میں

جہانِ حسن کیا ہے عکس ہے روئے محمدؐ کا
مہ و خورشید کا بھی رنگ اڑتا ہے مدینے میں

نظر پڑتے ہی روضہ پر خدا ہی جانے کیا دیکھا
تصوّر، عرش تک رہ رہ کے جاتا ہے مدینے میں

مدینہ دیکھنے والے تری قسمت کا کیا کہنا؟
تری آنکھوں نے کیا نظارہ دیکھا ہے مدینے میں

خدا جانے وہاں کے ذرے ذرے میں کشش کیا ہے
کہ ہر اک گام پر دل سجدے کرتا ہے مدینے میں

قیامت میں جو رحمت بن کے چھا جائے گا امت پر
وہ آقا ہے مدینے میں وہ مولا ہے مدینے میں

مٹے جاتے ہیں کیوں عشاق دنیا کی اداؤں پر
حبیبِ دوجہاں وہ رشکِ لیلا ہے مدینے میں

یہ معراجِ محبت ہے یہ تکمیلِ عبادت ہے
کہ حاصل زندگی کا ایک سجدا ہے مدینے میں

نہ پوچھو آج کل عارفؔ محبت کا جو عالم ہے
ہے دل کعبہ میں اور دل کی تمنا ہے مدینے میں

مقامِ محمدؐ

زباں پر جو نعتِ شہِ دو جہاںؐ ہے
زمیں رقص میں وجد میں آسماں ہے
فضا جھومتی ہے یہ کس کا بیاں ہے؟
زہے عزت و احترامِ محمدؐ

زمانہ میں جب تک نہ وہ نور آیا
خدا کے سوا سب عدم ہی عدم تھا
نہ آتے اگر وہ اندھیرا ہی رہتا
جمالِ دو عالم ہے نامِ محمدؐ

یہ منزل ہے کیسی کہاں کا سفر ہے؟
مقام دنیٰ تک یہ کس کا گزر ہے؟
بشر کی حدوں تک ہی جس کی نظر ہے؟
نہ سمجھا نہ سمجھے مقامِ محمدؐ

وہی جانتا ہے حقیقت خدا کی
ہے دل میں اسی کے محبت خدا کی
اسی پر برستی ہے رحمت خدا کی
وظیفہ بنالے جو نامِ محمدؐ

مقدر ہے اس کا جو دیکھے مدینہ
ہے مرنا اسی کا ہے جینا اسی کا
سدھرتی ہے عقبیٰ سنورتی ہے دنیا
کرے دل سے جو احترامِ محمدؐ

جو فرمایا منہ سے ہوا بے گماں ہے
کہاں ان سا دنیا میں معجز بیاں ہے
زبانِ محمدؐ خدا کی زباں ہے
" کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

ہے عشقِ محمدؐ شراباً طہورا
منوّر ہوں آنکھیں تو دل ہو مجلّا
زمانہ میں مے کش وہ بہکا نہ بھٹکا
ملا جس کو قسمت سے جامِ محمدؐ

تصور میں بس جا تخیل پہ چھا جا
مرے دل سے نقشِ دو عالم مٹا جا
ملا جا، ملا جا، خدا سے ملا جا
فدا تجھ پہ عشقِ دوامِ محمدؐ

محبت کی منزل جہاں کو دکھا دے
جبینِ عقیدت جھکا دے جھکا دے
مدینے کی راہوں میں آنکھیں بچھا دے
وہ آیا وہ آیا مقامِ محمدؐ

وہ زینت دہِ عرش و لوح و قلم ہے
وہ شاہِ رسل ہے امامِ اُمم ہے
فلک اس کی منزل کا پہلا قدم ہے
بیاں کیا ہو عارف مقامِ محمدؐ

○

صلی علیٰ زباں سے جو حضرتؐ کا نام لوں
میں دل کی آنکھ ہی سے زیارت کا کام لوں

گر آہ کر کے عشق محمدؐ سے کام لوں
ہاتھوں سے اپنے دامنِ رحمت کو تھام لوں

آنکھوں کے اشک دھوئیں گے دل کے غبار کو
پہلے وضو کروں تو محمدؐ کا نام لوں

ہر اک قدم پہ راہ میں سجدے ہوں عشق کے
ارمان ہے کہ یوں درِ خیر الانام لوں

دل ہوگا بے قرار جو آئے گا تیرا نام
آساں نہیں کہ عرش کے پایہ کو تھام لوں

عارف زمانہ جان لے میکش ہے با ادب
"ساقی کے ہاتھ چوم کے کوثر کا جام لوں"



تضمین

(حضرت حافظ صاحب پیلی بھیتوی مرحوم کے نعت کی تضمین)

بارگاہِ حسن کا پردہ اٹھا ہو یں نہ ہوں
شانِ محبوبی میں تو جلوہ نما ہو یں نہ ہوں
اہلِ دل کو دید کا موقع ملا ہو یں نہ ہوں
زائروں کی بھیڑ ہو روضہ ترا ہو یں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو یں نہ ہوں

حیف اے جذبِ دلی، صد حیف اے جذبِ دلی
خاک ایسی زندگی پر، تُف ہے ایسی زندگی
پھر مدینہ کی تمنا دل کی دل میں ہی رہی
زندگی سے اس گھڑی ہے موت بہتر جس گھڑی
قافلہ ملکِ عرب کو جا رہا ہو یں نہ ہوں

الاماں منزلِ محبت کی بھی ہے کیسی کڑی
دل میں سوزِ غم، لگی آنکھوں سے اشکوں کی جھڑی
ہائے محرومی قیامت اس سے کیا ہوگی بڑی
زندگی سے اس گھڑی ہے موت بہتر جس گھڑی
قافلہ ملکِ عرب کو جا رہا ہو میں نہ ہوں

خوش نصیبوں کو مبارک دید کی وہ نعمتیں
روضۂ پُر نور میں حسنِ خدا کی جلوتیں
رنجِ دُوری ڈھا رہا مجھ پہ کیا کیا آفتیں
دل میں گھٹ گھٹ کر رہی جاتی ہیں دل کی حسرتیں
کوچۂ محبوب میں میلا لگا ہو میں نہ ہوں

سب کو ہے دیدار حاصل ان کی جلوہ گاہ میں
ایک میں ہی نامراد ایسا رہا ہوں چاہ میں
کارواں کی گرد بن کر رہ گیا ہوں راہ میں
میں وہ ردِّ خلق ٹھہرا ہوں کہ بزمِ شاہ میں
اِنس ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، ہوا ہو میں نہ ہوں

زائروں پر وقت رخصت یہ گھڑی بھی ہے غضب
یاس کی تصویر بن کر تکتے ہیں روضہ کو سب
شمع سے پروانہ چھٹ کر زندہ رہ سکتا ہے کب؟
روتے دھوتے سر پٹکتے روضہ سے رخصت ہوں جب
اے اجل اس وقت کو تیرا بھلا ہو میں نہ ہوں

نعت گوئی عمر بھر عارفؔ رہا جس کا شعار
کیا مٹا سکتی ہے اس کو گردشِ لیل و نہار
کہہ گیا حق بات مدّاح شہ عالی وقار
دفترِ نعتِ نبیؐ حافظؔ ہے میرا یادگار
تا قیامت خلق میں شہرا ہو میں نہ ہوں



○

دیکھی نہیں آنکھوں نے وہ ہے شانِ مدینہ
ہے نورِ خدا زینتِ ایوانِ مدینہ

پی لیتے ہیں جو بادۂ عرفانِ مدینہ
کب ہوش میں آتے ہیں وہ مستانِ مدینہ

ہر ذرہ میں آتی ہے نظر شانِ مدینہ
اک حسن کی دنیا ہے بیابانِ مدینہ

فردوس کے طالب نہیں خواہانِ مدینہ
کانٹوں میں الجھتے نہیں مستانِ مدینہ

جس پھول کو دیکھو وہ ہے سرشارِ محبت
مے خانۂ عرفاں ہے گلستانِ مدینہ

پھر قافلۂ شوق ہے طیبہ کو رَوانہ
پھر دل میں مچلنے لگا ارمانِ مدینہ

عالم کے سیہ خانہ میں تنویر ہے کس کی
ہے جلوہ فگن شمع شبستانِ مدینہ

آجا مری آنکھوں میں سما جا مرے دل میں
اے شاہدِ رعنا مہ تابانِ مدینہ

دنیا سے سروکار نہ عقبیٰ کے طلب گار
کونین کے مالک ہیں غلامانِ مدینہ

مرنے کا مزہ ہے تو مدینہ کی زمیں پر
جینے کا سہارا ہے تو ارمانِ مدینہ

آجائیں نظر وادیٔ ایمن کے نظارے
اٹھ جائے ذرا پردۂ ایوانِ مدینہ

کیا کیا ترے عنوان ہیں اے نورِ مجسم
آنکھوں کی ضیا، راحتِ دل، جانِ مدینہ

عرفانِ محبت کی یہ بنیاد ہے عارفؔ
سینے میں سلامت رہے ارمانِ مدینہ



○

کیا حسن ہے کیا تیری ادا سرورِ عالمؐ
قربان ہے دل، جان فدا سرورِ عالمؐ

کس شان سے تو حق سے ملا سرورِ عالمؐ
ہر پردہ حقیقت کا اٹھا سرورِ عالمؐ

ہے زینت لولاکہ لما سرورِ عالمؐ
اے صلی علیٰ، صلی علیٰ سرورِ عالمؐ

ہوتی ہیں تصور سے ترے دور بلائیں
ایمان ہے ایمان مرا سرورِ عالمؐ

انساں کی عظمت کی ہے معراج تجھی سے
قدموں میں ترے عرش جھکا سرورِ عالمؐ

پھولوں کا تبسم ترے ہنسنے پہ نچھاور
قربان ہے تاروں کی ضیاء سرورِ عالمؐ

انوار کا یہ حال کہ نظریں نہیں جمتیں
کیا کہنا ترا نورِ خدا سرورِ عالمؐ

ہر سانس مدینہ میں عبادت ہے خدا کی
رحمت ہے ترے در کی فضا سرورِ عالمؐ

کیوں مانگ نہ لوں تجھ سے ہی میں دل کی مرادیں
ہے حق کی رضا، تیری رضا سرورِ عالمؐ

کونین کا مختار ہے، تقدیر ہے اس کی
جس ہاتھ میں دامن ہے ترا سرورِ عالمؐ

رحمت کا یہ عالم کہ برستا ہوا بادل
کیا فیض کا دریا ہے ترا سرورِ عالمؐ

اب شمعِ حقیقت سے الجھنے کا ہے دعویٰ
بگڑی ہے وہ عالم کی ہوا سرورِ عالمؐ

منزل ہے ہراک نقشِ قدم شاہ کا عارفؔ
کونین کے ہیں راہ نما سرورِ عالمؐ



لَایُمکِنُ الثَنَاءُ کَمَا کَانَ حَقّہٗ

یا رحمت اللعالمین نورِ ہدیٰ ہے تو
شمس الضحیٰ کا تاج ہے بدر الدجیٰ ہے تو
خیر البشر ہے اور شفیع الورا ہے تو
"لایمکن الثناءُ کما کانَ حقہٗ"
"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

عرشِ علیٰ پہ حضرتِ حق سے ملا ہے تو
سدرہ نشیں و زینتِ بزمِ دنیٰ ہے تو
اللہ جانتا ہے حقیقت میں کیا ہے تو
لایمکن الثناءُ کما کانَ حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مالک تو عرش و فرش کا قبضہ میں بحروبر
تیرا ہی کلمہ پڑھتے ہیں سارے شجر حجر
شق ہو کے اک اشارے پہ کہتا ہے یہ قمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آدم کی آرزو ہے دعائے خلیل ہے
تیرا وجود زینتِ بزمِ جمیل ہے
ظلِّ خدا ہے مظہرِ ربِّ جلیل ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

باطل کو حق کے سامنے یوں سرنگوں کیا
بوجہل دم بخود ہوا، حیران رہ گیا
پتھر کے دل میں جذبۂ توحید بھر دیا
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پھیلی ہے تیرے نور سے عالم میں روشنی
ظاہر ہیں تیرے سامنے راز جلی خفی
غنچے چٹک کے کہتے ہیں کھل کر یہ ہر کلی
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حیرت میں تیرے جلوؤں سے وادی طور ہے
تو خود بھی نور ہے ترا سایہ بھی نور ہے
کیا جاں فزا یہ نغمۂ غلمان و حور ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بندہ کی شکل میں تو وہ بندہ نواز ہے
تیرے وجودِ پاک پہ قدرت کو ناز ہے
کونین کا خلاصہ حقیقت کا راز ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرچشمۂ عطا ہے تو بحرِ سخا ہے تو
بیکس کے دردمند کے غم کی دوا ہے تو
اُمت کا روزِ حشر فقط آسرا ہے تو
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عارفؔ ترا غلام تو خیر الانام ہے
بندے سے تیرا وصف ہو مشکل یہ کام ہے
جبریل دم بخود ہے ادب کا مقام ہے
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر



جلوہ گاہِ طور مانا جلوہ گاہِ طور ہے
روضۂ انور کا کیا کہنا سراپا نور ہے

جلوہ آرا ہو کے بھی جلووں میں وہ مستور ہے
آنکھ کیا دیکھے نظر میں اک ہجومِ نور ہے

یہ تو حدِّ عشق ہے کعبہ سے آگے چل کے دیکھ
آستانِ دل ہے باقی دل کی منزل دور ہے

ہائے وہ آنکھیں جو محرومِ زیارت رہ گئیں
وائے وہ دل آپ کی فرقت میں جو رنجور ہے

ہجر کی راتیں بھی روشن ہیں تصور سے ترے
اشک کی ہر بوند رشکِ روشنیٔ طور ہے

یہ تو سچ ہے میں کہاں اور آپ کا روضہ کہاں
آپؐ گر چاہیں تو کیا لطف و کرم سے دُور ہے

نور فانوسِ حرم کی اور ہی کچھ ہے کشش
گو فضائے طور ہر جانب سے غرقِ نور ہے

اِک اشارہ چاہیے چشمِ کرم کا یا حضورؐ
پھر نہ کعبہ دُور ہے مجھ سے نہ روضہ دُور ہے

شیشہ و ساغر تو ہیں توہینِ ذوقِ مے کشی
آپؐ کا دیوانہ عارفؔ بے پیئے مخمور ہے

زائر کی نگاہوں میں جس دم وہ گنبدِ خضرا ہوتا ہے
ہر اشک ٹپک کر آنکھوں سے طوفانِ تمنا ہوتا ہے

اک نور اترتا ہے دل میں دل عرشِ معلیٰ ہوتا ہے
سو طور نظر میں ہوتے ہیں جب سامنے روضا ہوتا ہے

کچھ اور ہی عالم ہوتا ہے سجدوں کا حریم جاناں میں
روضہ پہ بھی دنیا جھکتی ہے کعبہ میں بھی سجدا ہوتا ہے

معراج کی شب اللہ اللہ محبوب و محب کے نظارے
جلوؤں کی حقیقت کھلتی ہے جب دیکھنے والا ہوتا ہے

اے چشم تمناؔ بچھ بچھ جا طیبہ کی مقدس راہوں میں
اس کو بھی عبادت کہتے ہیں اِس طرح بھی سجدا ہوتا ہے

ہاتھوں میں خدائی ہے ساری دل دونوں جہاں سے مستغنیٰ
اللہ کا بندہ کیا کہنا، اللہ کا بندا ہوتا ہے

اسرار بھی حسن و الفت کے کھلتے ہیں بقدر ظرف و نظر
جلوہ کہیں پردہ ہوتا ہے، پردہ کہیں جلوا ہوتا ہے

حق یہ ہے نزولِ رحمت ہے حضرتؐ کا تصوّر آجانا
ہے عشقِ محمدؐ جس دل میں وہ دل نہیں کعبا ہوتا ہے

پھولوں کی لطافت رکھتا ہے ہر خار عرب کے صحرا کا
ہر ذرہ دیارِ طیبہ کا اک حُسن کی دنیا ہوتا ہے

اٹھتے ہوئے طوفاں رکتے ہیں، ڈوبی ہوئی کشتی تیرتی ہے
مختارِ دو عالم کا جس دم ادنیٰ سا اشارا ہوتا ہے

وہ صاف نظر آجاتے ہیں روضہ کے نظاروں میں عارفؔ
وہ اور ہی دنیا ہوگی جہاں طالب سے بھی پردا ہوتا ہے

○

ساقی ہیں محمدؐ جہاں مے خانہ وہی ہے
جو چشمِ کرم سے ملے پیمانہ وہی ہے

دیوانہ جو حضرتؐ کا ہے فرزانہ وہی ہے
جو شمعِ حرم پر گرے پروانہ وہی ہے

اے روحِ مدینہ کا تصوّر نہ اچٹ جائے
منزل وہی تیری درِ جانانہ وہی ہے

طیبہ کی تجلی ہو کہ ایمن کا نظارا
بدلے ہوئے عنوان ہیں افسانہ وہی ہے

بگڑی کو بنادیں وہ ہیں سرکارِ مدینہ
قسمت جو بدل دے درِ شاہانہ وہی ہے

کونین کا عنوانِ حسیں ذاتِ محمدؐ
آنکھوں کی ضیاء جلوۂ جانانہ وہی ہے

عارف نہ چھٹے ہاتھ سے دامان محمدؐ
قدموں سے لپٹ جائے جو دیوانہ وہی ہے



تضمین

بر نعت شریف حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ

فروغِ حسنِ کامل بود شب جائے کہ من بودم
نگاہِ نازِ قاتل بود شب جائے کہ من بودم
عجب غارت گرِ دل بود شب جائے کہ من بودم
نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہ ہر سو رقصِ بسمل بود شب جائے کہ من بودم

حسیں و مہ جبین و نازنین و قند گفتارے
بایک لطفِ نظر عشاق را انجام شد کارے
بہ ہر عشوہ جفا جوئے بہ ہر غمزہ ستم گارے
پری پیکر نگارے، سرو قدے، لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جائے کہ من بودم

باصد ارماں رسیدم چوں بہ بزم خسروِ خوباں
بہ عرضِ مدعا، دل بے قرار، و دیدہ ام گریاں
دلے ایں چیست ناکامی پئے من حسرت و حرماں
رقیباں گوش بر آواز، واو در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جائے کہ من بودم

عجب بے باک و بے پروا نگاہِ عاشقاں خسرو
بجائے می رسد عارف، فتد و ہم گماں خسرو
حقیقت فاش می گویم کجا صاحب دلاں خسرو
خدا خود میر مجلس بود اندر لامکاں خسرو
محمدؐ شمعِ محفل بود شب جائے کہ من بودم



چڑھتا ہے کسوٹی پر انساں مدینے میں
ایماں کی ہوتی ہے پہچان مدینے میں

انساں کے گناہوں کو دھو دیتا ہے پل بھر میں
اشکوں کا امڈ کر اک طوفان مدینے میں

دنیا کی مرادوں کو بھرتے ہیں مرے مولا
ہر دل کا نکلتا ہے ارمان مدینے میں

اللہ کی قدرت کے نظارے کوئی دیکھے
کعبہ کی سمت آئی سب شان مدینے میں

جب آ گئے حلقہ میں ہم رحمتِ عالم کے
بس طے ہے قیامت کا میدان مدینے میں

طیبہ کے مسافر یہ نذرانہ مرا لے جا
یہ اشکِ محبت، یہ ارمان، مدینے میں

دنیا کی ہر اک مشکل، عقبیٰ کی ہر اک منزل
ہو جاتی ہے دم بھر میں آسان مدینے میں

دیوار و درِ طیبہ رخصت پہ گواہ رہنا
یہ دل ہے مدینے میں یہ جان مدینے میں

موجود دو عالم ہے گو ذاتِ خدا پھر بھی
ہوتا ہے حقیقت کا عرفان مدینے میں

چھٹنے لگا ہاتھوں سے اب صبر کا دامن بھی
مجھ کو بھی بنا لیجئے مہمان مدینے میں

انوارِ خدا بھی ہیں انوارِ محمدؐ بھی
ظاہر ہوئی قدرت کی کیا شان مدینے میں

تیار تو کر عارفؔ تحفہ تو درودوں کا
پہنچیں گے مَلک لے کر یہ خوان مدینے میں



نعت شریف

پیش کردہ بہ تقریب زیارت حرمین شریفین ۱۹۷۵ء

اے جذبۂ دل عشقِ محمدؐ کا اثر دیکھ
یہ سامنے روضہ ہے، یہ اللہ کا گھر دیکھ

تکمیل وفا دیکھ، وفاؤں کا اثر دیکھ
محبوبؐ کے پہلو میں ہیں صدیقؓ و عمرؓ دیکھ

ہیں عرش پہ یا گنبدِ خضرا پہ نگاہیں
اے دیکھنے والے یہ ہے معراجِ نظر دیکھ

روضہ کی بہاریں ہیں یہی زائرِ طیبہ
پھولوں سے بھرا ہے ترا دامانِ نظر دیکھ

انوار ہی انوار تجلّی ہی تجلّی
ہر منظر دلکش یہی کہتا ہے اِدھر دیکھ

حاصل ہے سکوں رُوح کو دل شاد بہت ہے
محرابِ حرم میں یہ ہے سجدوں کا اثر دیکھ

اٹھا وہ ادھر دست دعا خانۂ حق میں
جھوم اٹھی ہے رحمت کی گھٹا دیکھ اِدھر دیکھ

جس خاک پہ ان کے قدم پاک چلے تھے
جھکتے ہوئے کونین کے اس خاک پہ سر دیکھ

کیسی دلِ بیتاب کو آتی ہیں صدائیں
ہوتی ہے ابھی ہوتی ہے رحمت کی نظر دیکھ

کعبہ کے سوا ، اب کوئی جلوہ نہ تجلی
یہ عشق کی حد ہے یہی معراجِ نظر دیکھ

عارفؔ کا وسیلہ ہے تو ہی رحمتِ عالمؐ
تجھ پر ہی نظر ہے مری للّٰہ اِدھر دیکھ

خورشید ہے قربان، فدا جس پہ قمر ہے
وہ گنبدِ خضرا ہے کہ فانوسِ نظر ہے

جس دل پہ محمدؐ کی عنایت ہے نظر ہے
گہوارۂ رحمت ہے وہ اللہ کا گھر ہے

ٹھوکر ہی لگا دے مری تقدیر سنور جائے
اے رحمتِ عالم ترے در پر مرا سر ہے

زاہد کو تو رونا ہے مرے دامنِ تر کا
رحمت کی نگاہوں میں مرا دیدۂ تر ہے

روشن دل ویرانہ تصوّر سے ہے تیرے
آباد تری یاد سے اجڑا ہوا گھر ہے

جس حسن کی ہلکی سی جھلک آگ لگا دے
بے پردہ اسے دیکھے محمدؐ کی نظر ہے

کعبہ کی تجلّی ہے تو روضے کے نظارے
کیا جلوے سمیٹے ہوئے دامانِ نظر ہے

امت کا نگہبان ہے وہ رحمتِ عالم
کشتی مری طوفان میں بے خوف و خطر ہے

ہر رات ہے محرابِ حرم میں شبِ معراج
فردوسِ نظر ہے جو مدینے کی سحر ہے

کیا بات ہے کیا راز ہے محبوب و محب میں
جبریلِ امیں کو بھی نہ کچھ اس کی خبر ہے

اک آن میں کس شان سے پہنچا ہے کہاں تو
یہ چاند یہ خورشید تری گردِ سفر ہے

اے سیدِ کونین تری ذاتِ گرامی
تکمیل ہے انسان کی معراجِ بشر ہے

کچھ اشکِ محبت ہوں تو کچھ دل کی تڑپ ہو
روضہ پہ پہنچنے کو یہ سامانِ سفر ہے

کیا ہستئ عارفؔ ہے سگِ در سے ہے بدتر
چوکھٹ پہ تری سجدے میں کونین کا سر ہے



آنکھوں میں تصوّر میں جو وہ ماہِ مبیں ہے
دنیا بھی حسیں ہو گئی عقبیٰ بھی حسیں ہے

قندیلِ حرم، حسنِ ازل، شمعِ مبیں ہے
اللہ کا محبوب ہے حسینوں کا حسیں ہے

کھانے کے لیے جس کی غذا نانِ جویں ہے
کونین کی دولت کے خزانوں کا امیں ہے

ملتا ہے خدا بھی جہاں محبوبِ خدا بھی
وہ گنبدِ خضرا ہے مدینے کی زمین ہے

کس کس طرح آتا ہے نظر اہلِ نظر کو
اس روضۂ پُر نور میں جو پردہ نشیں ہے

سرکار دو عالم کا ہو ثانی بھی کہاں سے
ایسا کوئی دنیا میں ہوا بھی تو نہیں ہے

سینہ ہے کہ گنجینۂ اسرار الٰہی
چہرہ ہے محمدؐ کا کہ قرآنِ مبیں ہے

نظروں میں بھی آجاؤ کبھی پردہ ہٹا کر
نزدیک رگِ جاں ہو مجھے یہ تو یقیں ہے

کچھ اور ہی ہوتی ہیں محبت کی نمازیں
جھکتی ہے جو محرابِ حرم میں وہ جبیں ہے

ظاہر میں ہے نامحرمِ دیدار سے پردہ
آنکھیں کوئی رکھتا ہو تو پردا بھی نہیں ہے

اے جذبِ محبت ذرا ہشیار، خبردار
یہ عرش کی منزل ہے یہ روضہ کی زمیں ہے

کیا عشقِ نبی سے ہے مقامِ دلِ عارف
یہ مرکزِ ایماں ہے یہی مرکزِ دیں ہے



چھائی ہوئی ہر دم وہاں رحمت کی گھٹا ہے
انوارِ برستے ہیں وہ روضہ کی فضا ہے

کیا صلی علیٰ پیکرِ محبوبِ خدا ہے
سرتا بہ قدم نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

عاشق کی نمازوں کا بھی انداز نیا ہے
سجدہ ہے جہاں، آپ کا نقشِ کفِ پا ہے

معراج میں جب سامنے بے پردہ خدا ہے
کیا رہ گیا پھر غیب میں کیا راز چھپا ہے

تسنیم کے چشمے ہیں تو کوثر کے ہیں دھارے
آجاؤ پیو مے کشو! مے خانہ کھلا ہے

راہوں میں مدینے کی قدم کیسے رکھوں میں
کیا جانے کہاں آپ کا نقشِ کفِ پا ہے

آنکھوں کی ہے معراج کہ دیکھیں ترا روضہ
دل عرش ہے وہ جس میں ترا نور بسا ہے

کردارِ حسینی کے تصور سے ہوں عارف
زندہ جو مجھے کر گیا خونِ شہدا ہے



دل کا سرور، روضۂ والا ہے سامنے
آنکھوں کا نور گنبدِ خضرا ہے سامنے

دل میں جو روشنی تھی وہ آنکھوں نے دیکھ لی
صلی علیٰ وہ نور سراپا ہے سامنے

جتنی بجھی ہے پیاس بڑھی جا رہی ہے اور
زمزم نہیں ہے نور کا دریا ہے سامنے

کچھ اور ہی ہے لطف درود و سلام کا
خدمت میں ہے غلام، وہ آقا ہے سامنے

جھک جا سرِ نیاز مقدر سنوار لے
کعبہ ہے دو جہاں کا وہ قبلا ہے سامنے

اے چشمِ شوق کچھ تو بتا ماجرا ہے کیا
کعبہ کا ہے طواف وہ روضا ہے سامنے

اے دامنِ مُراد زمین بن کے پھیل جا
کونین جو لٹا دے وہ داتا ہے سامنے

مہریں سی لب پہ لگ گئیں آداب عشق سے
کیوں کر کہوں کہ عرش کا نقشا ہے سامنے

سوئے ادب ہے آنکھ اٹھا کر بھی دیکھنا
اے دل ادب کے مرقدِ زہرا ہے سامنے

آنکھوں کے، دل کے، رُوح کے سجدوں کا وقت کا
عارف رسولِ پاک کا روضا ہے سامنے

آنکھوں کی، دل کی، روشنی، آپ کی ذاتِ پاک ہے
نور ہی نور یا نبیؐ آپ کی ذاتِ پاک ہے

جلوۂ نورِ آگہی آپ کی ذاتِ پاک ہے
ذاتِ خدا سے جو ملی آپ کی ذاتِ پاک ہے

غنچے دلوں کے کھل گئے رحمتِ حق برس پڑی
حسنِ بہارِ زندگی آپ کی ذاتِ پاک ہے

بھٹکے ہوئے جہان کو بگڑے ہوئے نظام کو
ملتی ہے جس سے رہبری آپ کی ذاتِ پاک ہے

فخر خدا کو آپؐ پر، آپؐ کو اس کی ذات پر
شوکت و شانِ بندگی آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

جتنے ہوئے ہیں انبیاءؑ، جتنے ہوئے ہیں اولیاءؒ
سب کا خلاصہ یا نبیؐ آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

خلقِ عظیم بے پناہ، بحرِ کرم ہے بے کراں
دنیا و دیں کی ہر خوشی آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

شانِ رسالت آپ کی کون بیان کر سکے
ناز کرے پیمبری آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

فرش پہ نور آپؐ کا، عرش پہ نور آپؐ کا
دونوں جہاں کی روشنی آپ کی ذاتِ پاک ہے

حال یہ روزِ حشر ہے نفسی پکارے ہر نبی
لب پہ ہے جنکے امتی آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

عارفؔ مجھے ہے ڈر ہی کیا بدلے زمانہ لاکھ بار
میری مدد پہ ہر گھڑی آپؐ کی ذاتِ پاک ہے

ہم گنہ گار بھی محبوب جہاں تک پہنچے
اس کی رحمت ہو تو انسان کہاں تک پہنچے

آدمی کیا ہے فرشتے نہ وہاں تک پہنچے
میرے آقا شبِ معراج جہاں تک پہنچے

راہِ طیبہ کے مسافر کی بھی قسمت کیا ہے
رحمتیں ساتھ ہیں اس کے وہ جہاں تک پہنچے

روضۂ پاک کی آنکھوں نے زیارت جب کی
کیسے انوار مری روح و رواں تک پہنچے

میری بھیگی ہوئی پلکوں کے یہ تحفے ہوں قبول
دل کے ارمان ہیں جو چشمِ رواں تک پہنچے

عظمتِ روضۂ انور تو خدا ہی جانے
دیکھ لیتا ہے نظر جس کی جہاں تک پہنچے

جان و دل نذر کو لایا ہوں مدینے کے لیے
دیدۂ شوق مرے دیکھ کہاں تک پہنچے

کچھ نہ باقی رہے اب عشقِ محمد کے سوا
عشق کی آگ جو پھیلے مری جاں تک پہنچے

شہرِ کعبہ کا یہ منظر، یہ مدینے کی فضا
عقل حیراں ہے کہاں آئے کہاں تک پہنچے

عرش کے بعد زمیں پر بھی ہے اک عرش جدا
کون عارف ہے جو اس رازِ نہاں تک پہنچے؟

کیا مرتبہ اعلیٰ ہے رسولِؐ عربی کا
افلاک پہ جھنڈا ہے رسولِؐ عربی کا

قرآن ہی سیرت ہے اگر غور سے دیکھیں
قرآن ہی چہرا ہے رسولِؐ عربی کا

تعظیم کو جھکتا ہے جہاں، عرش علیٰ بھی
روضہ ہے وہ روضا ہے رسولِؐ عربی کا

دشمن کو بھی سیراب کرے رحمتِ حق سے
بخشش کا وہ دریا ہے رسولِؐ عربی کا

طائف کی زمیں رحمتِ عالم پہ ہے قرباں
احسان وہ دیکھا ہے رسولِؐ عربی کا

جس نور مجسم کی زیارت ہے عبادت
چہرہ ہے وہ چہرا ہے رسولِؐ عربی کا

یوں حشر نہیں اُٹھتا قیامت نہیں آتی
مخلوق پہ سایا ہے رسولِؐ عربی کا

آتی ہے اسے رحمتِ حق عرش سے لینے
کِس شان کا سجدا ہے رسولِؐ عربی کا

کچھ نعتِ نبیؐ کا جو تجھے ذوق ہے عارفؔ
صدقہ ہے یہ صدقا ہے رسولِؐ عربی کا

آنکھوں نے یہ دیکھے ہیں حالات مدینے میں
انوار کی ہوتی ہے برسات مدینے میں

کیا رحمتیں برسی ہیں، کیا برکتیں نازل ہیں
کیا بات مدینے کی کیا بات مدینے میں

پیغمبروں ولیوں کی، حوروں کی، فرشتوں کی
ہے ساتھ محمدؐ کے بارات مدینے میں

چہرہ ہے محمدؐ کا، گیسو ہیں محمدؐ کے
جو صبحِ مدینہ ہے جو رات مدینے میں

پھر جھولیاں بھر لاؤ، کونین کی دولت کی
ایمان کی لے جاؤ سوغات مدینے میں

اے عشقِ نبیؐ ایسا رگ رگ میں مری بس جا
ہر وقت رہیں دل کے جذبات مدینے میں

ہر چیز میں تابانی، ہر شکل ہے نورانی
کیا جشنِ چراغاں ہے دن رات مدینے میں

ایسے بھی زمانہ میں اللہ کے بندے ہیں
بیٹھے ہوئے گھر پر ہیں دن رات مدینے میں

اُمڈی ہوئی آتی ہے مخلوقِ خدا عارفؔ
بٹتی ہے محمدؐ کی خیرات مدینے میں

○

حسنِ حق نورِ نبی میں جلوہ گر ہونے کو ہے
اہلِ دل کی دعوتِ قلب و نظر ہونے کو ہے

رحمت اللعلمین ذات بشر ہونے کو ہے
ہر نظامِ ظلم اب زیر و زبر ہونے کو ہے

در بدر کے سجدۂ باطل سے بھر آیا ہے دل
ذہن یک سُو، ایک مرکز پر نظر ہونے کو ہے

لاتے ہیں تشریف، جو ہیں آبروئے دو جہاں
ہر نبیؐ نے جو خبر دی، معتبر ہونے کو ہے

کس وجودِ پاک میں ڈھلنے کا ہے اس کو شرف
زندگی کو ناز خود پر عمر بھر ہونے کو ہے

منزلیں کرتی رہیں گی جس کے قدموں کا طواف
رہبروں کا آج پیدا، راہبر ہونے کو ہے

آج سے منسوخ ٹھہرے سارے دستورِ جہاں
اب مجسم وہ کتاب معتبر ہونے کو ہے

ابرِ رحمت جس کا ہر آنسو غریبوں کے لیے
بیکسوں کا آسرا خیر البشر ہونے کو ہے

مجھ کو عارفؔ ہے یقیں، عشقِ رسولِؐ پاک سے
دل کی دنیا میں اُجالا عمر بھر ہونے کو ہے

لگائے بیٹھے ہیں عشقِ نبیؐ جو سینے سے
غرض نہیں انہیں مرنے سے کچھ نہ جینے سے

خدا کے نور کی ہو دید اس قرینے سے
ہٹے نہ چشمِ تصور کبھی مدینے سے

پناہ میں جو رہیں رحمتِ دو عالمؐ کی
وہ بے نیاز ہیں منجدھار میں سفینے سے

شعاعیں مہرِ نبوت کی ہر طرف پھیلیں
زمانہ بھر میں اُجالا ہوا مدینے سے

غریب و بے کس و مظلوم کی حمایت کی
لگایا آپؐ نے انسانیت کو سینے سے

ادب سے آپؐ کی خدمت میں جو رہے حاضر
پہنچ گئے سرِ عرش علیٰ مدینے سے

سکونِ قلب ہے، آرام جاں ہے عشق نبیؐ
جدا نہ ہو کبھی یارب یہ میرے سینے سے

کلام پاک کا انداز نعت صلی علیٰ
کسے شعور کہے نعت اس قرینے سے

طوافِ کعبہ و طیبہ دل و نظر سے ہو
پلٹ کے آ گئے عارفؔ جو تم مدینے سے

اللہ کی رحمت کی کیا بات ۔ مدینے میں
ہر لمحہ عبادت ہے دن رات مدینے میں

قرآن ہے خود شاہد اللہ نے حضرتؐ کو
بھیجی ہے درودوں کی سوغات مدینے سے

روشن ہے زمیں ساری ، پُر نور فضا ساری
رشکِ مہ و انجم ہیں ذرات مدینے میں

کعبہ میں اگر بیٹھیں ، روضہ نظر آتا ہے
کعبہ سمٹ آتا ہے ، دن رات مدینے میں

جو لاکھوں حجابوں میں دنیا سے ہے پوشیدہ
بے پردہ ہے جلوہ گر وہ ذات مدینے میں

کعبہ کی اذانوں نے ایمان کیا زندہ
کیا صلی علیٰ کے ہیں نغمات مدینے میں

تو ان کا محافظ ہے دل میں جو مرے مچلے
عشقِ شہِ طیبہ کے جذبات مدینے میں

دنیا سے اچھوتی ہے، عقبیٰ سے نرالی ہے
فردوس سے اعلیٰ ہے ہر بات مدینے میں

عارفؔ وہ امانت ہے سرکارِ دوعالم کی
جو عشق نے بخشے ہیں جذبات مدینے میں

...

○

خیال اُن کا ہے آنکھوں میں نمی ہے
مبارک دل یہ رحمت کی گھڑی ہے

جہاں پہنچے تصور روشنی ہے
یہ کس کے نور سے دنیا سجی ہے

زہے صلی علیٰ سیرت یہ صورت
کلامِ پاک ساری زندگی ہے

خدا دیتا ہے اور تم بانٹتے ہو
خدا کے گھر میں مولا کیا کمی ہے

دکھادی اس نے شانِ کبریائی
بتادی آپ نے کیا بندگی ہے

ترے نقشِ قدم پر چل کے دیکھے
یہ دنیا آج جو بھٹکی ہوئی ہے

خدا کے گھر میں داخل ہوگیا جو
عذابِ دین و دنیا سے بری ہے

بنایا اس نے پہلا نور جس کا
وہ ذاتِ پاک مولا آپ کی ہے

ترے لطف و کرم کا کیا ٹھکانہ
سخاوت جس پہ نازاں وہ سخی ہے

جفاؤں پر دعائیں جس نے دی ہیں
سراپا لطف و رحمت وہ نبیؐ ہے

یہی قائم رہے گی تا قیامت
جو دنیا دل میں درد و عشق کی ہے

ہے کتنا پاک وہ روضہ کہ جس پر
مسلسل نورِ رحمت کی جھڑی ہے

نبیؐ برحق دیا قرآن بخشا
مرے مولا تری رحمت بڑی ہے

چراغ دل ہو روشن اس میں عارف
اندھیری رات جو تاروں بھری ہے



خالقِ کائنات کا منشاء و مدعا نبیؐ
خلق کی ابتدا نبیؐ، خلق کی انتہا نبیؐ

خاتم انبیاء ہیں آپؐ خاتم مرسلاں ہیں آپؐ
کوئی ہوا نہ ہوگا اب آپؐ سا دوسرا نبیؐ

آپؐ جو منہ سے کہتے ہیں حکم خدا سے کہتے ہیں
ہوتا ہے رب کا فیصلہ، آپؐ کا فیصلا نبی

سرتا قدم تمام نور، نور فشاں جمالِ رُخ
جلوہ نمائے حق نبیؐ، آئینۂ خدا نبیؐ

اچھے تمام اولیاءؒ ، اَچھے تمام انبیاءؑ
آپ کا کہنا کیا نبیؐ ، آپ کی بات کیا نبیؐ

رحمتِ عالمیں کا تاج سر پہ سجائے یوں رکھا
ظلم وستم کے بدلے بھی دیتے رہے دعا نبیؐ

سیرتِ پاک آپؐ کی پورا نظام زندگی
سیکھ لے آپؐ سے کوئی جینے کی ہر ادا نبیؐ

دونوں جہاں کی مشکلیں چشمِ کرم سے دور ہوں
دنیا میں آسرا نبیؐ ، عقبیٰ میں آسرا نبیؐ

عارفؔ ادا کرے گا کیا ، شکر خدا کے فضل کا
صدقے میں آپؐ کے اسے کیا کیا نہیں ملا نبیؐ

ظلم و ستم سے اور نہ تلوار سے ہوا
اسلام کا عروج ترے پیار سے ہوا

دونوں جہاں کی خوبیاں اک ذاتِ پاک، ہیں
نیکی کا امتیاز ہی سرکار سے ہوا

تشریف لائے نورِ خدا بن کے آپؐ ہی
اعلانِ حق بھی آپؐ کے اقرار سے ہوا

انسانیت، حضورؐ کی احسان مند ہے
انساں بلند آپؐ کے کردار سے ہوا

وہ بندگی ہے آپؐ کی اللہ کو ہے ناز
سجدوں کا حق ادا مرے سرکار سے ہوا

دنیا کے تاج دار ترے دَر کے ہیں گدا
سُلطان جو ہوا، ترے دربار سے ہوا

محشر میں بے پناہ قیامت کی بھیڑ کو
کتنا سکون آپؐ کے دیدار سے ہوا

پی کر تو دیکھے کوئی حُبِ رسولؐ کی
پینا حلال عارفؔ سرشار سے ہوا



خدا کے بعد کس کا ہے سہارا یا رسول اللہ
تمہارا ہے، تمہارا ہے تمہارا یا رسول اللہ

بھنور بن جائے گا خود ہی کنارا یا رسول اللہ
ذرا چشمِ کرم کا ہو اشارا یا رسول اللہ

کرم ہے، لطف ہے، ہم پر تمہارا یا رسول اللہ
مقدر ہے مقدر کیا ہمارا یا رسول اللہ

خدا کے نور کا ہے عکس سارا یا رسول اللہ
مدینہ اور کعبے کا نظارا یا رسول اللہ

تمہارے کفشِ پا کو سر پہ رکھتا ہوں تصور میں
بلندی پر ہے قسمت کا ستارا یا رسول اللہ

قیامت میں ہمیں کیا ساری دنیا چیخ اٹھے گی
سہارا یا رسول اللہ سہارا یا رسول اللہ

جبینِ شوق چوکھٹ پر تو پلکیں خاکِ در پر ہیں
تصور یوں بھی آتا ہے تمہارا یا رسول اللہ

تمہاری شان عالی رحمت اللعلمین جب ہے
سبھی کو کیوں نہ دو گے تم سہارا یا رسول اللہ

شرف بخشا جو کعبہ کی، مدینہ کی زیارت کا
رہے آنکھوں میں، دل میں یہ نظارا یا رسول اللہ

بڑی مشکل میں ہے امت کرم فرمایئے اس پر
خدارا یا رسول اللہ، خدارا یا رسول اللہ

تمہارے دردِ دل، دردِ محبت کی گواہی ہے
غریبوں کے لیے رونا تمہارا یا رسول اللہ

جلاکر خاک کردے سارے ارماں اپنے عارفؔ کے
وہ بھڑکے عشق کا دل میں شرارا یا رسول اللہ



تضمین

رازدارِ حقیقت پہ لاکھوں سلام
رہنمائے طریقت پہ لاکھوں سلام
تاجدارِ شریعت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

فخرِ انساں کی عظمت پہ لاکھوں سلام
اُن کے ایثار و خدمت پہ لاکھوں سلام
اُن کی ہر اک مصیبت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

اُف قیامت کا منظر پناہِ خدا
ہوش بکھرے ہوئے سب کے محشر بپا
شانِ رحمت کا کہنا ہی کیا مرحبا
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

کیا زبانِ محمدؐ میں تاثیر تھی
کلمۂ حق سے ساری فضا گونج اٹھی
اینٹ پتھر میں پیدا ہوئی بندگی
جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکے
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

مالکِ فرش و عرشِ علیٰ پر درود
اُن کے کردار کی ہر ادا پر درود
پاکبازئ نورِ خدا پر درود
نیچی نظروں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

کیا جمالِ محمدؐ ہے؟ ثانی کہاں
چہرۂ پاک قرآن کا ترجماں
خندۂ مصطفیٰ کِھل پڑا گلستاں
پتلی پتلی گلِ قُدسی کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جس کے آگے جھکے آسمان بریں
جس کے ادنیٰ اشارے پہ روئے زمیں
جس کو حق نے کہا رحمت اللعالمین
اس کو بارِ دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

بھوکے پیاسوں کا غم کس قدر دل میں تھا
آیا سائل تو منہ کا نوالہ دیا
بادشاہو! یہ شاہی تو دیکھو ذرا
کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس کی خاطر دعا کی سخی کر دیا
دیں و دنیا کے غم سے بری کر دیا
چشمِ الطاف ڈالی ولی کر دیا
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سخاوت پہ لاکھوں سلام

بزم میلاد کی دھوم صلِّ علیٰ
ہے زمیں تا فلک نور کا سلسلہ
بیٹھو عارف ادب سے، سنو یہ صدا
مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام



تضمین

(بر غزل حضرت ملا عبد الرحمٰن جامی)

پردہ ز رُخ افگندہ ہر غمزہ عیاں کردی
دنیائے محبت را بے تاب و تواں کردی
خلق است تماشائی ہنگامہ چناں کردی

از حسن ملیح خود شورے بہ جہاں کردی
ہر زخمی و بسمل را مصروف فغاں کردی

بد مست خودی بودم، باطل ایں گماں کردی
تن لرزد و پا لغزد، رسوا بہ جہاں کردی
فہمیدم و فہمیدم چہ کردی؟ چناں کردی

مدہوش بہ یک ساغر اے پیرِ مغاں کردی
دل بردی و جاں بردی بیتاب و تواں کردی

الطاف و کرم ظاہر، بیداد نہاں کردی
مشتاق جمالت را برباد جہاں کردی
مکاری و سفاکی چوں دشمنِ جاں کردی

بے جرم و خطا قتلم اے نازِ بتاں کردی
خود تیغ زدی بر من نامِ دگراں کردی

دیوانۂ و سرگرداں، بے حال، و برہنہ پا
گاہے سرے بازارے، گاہے بہ سوئے صحرا
معلوم ز عارف کن، اے شاہدِ فتنہ زا

شد جامیؔ بے چارہ در عشق تو آوارہ
آوارۂ و مجنوں را بے نام و نشاں کردی



درسِ شہادت

خالق پہ جان و مال سے قرباں حسینؑ ہے
رودادِ صبر و ضبط کا عنوان حسینؑ ہے
انسانیت کے درد کا درماں حسینؑ ہے
قائم ہے جس سے عظمتِ انساں حسینؑ ہے

دنیا کو دے دیا ہے وہ آئینِ زندگی
ملتی رہے گی موت میں تسکینِ زندگی

تفسیرِ حق ہے عدل کا وہ ترجمان ہے
ایمان کی ہے روح عبادت کی جان ہے
میداں میں وہ مردِ مجاہد کی آن ہے
فخرِ جہاد ہے وہ شہادت کی شان ہے

پیچھے ہٹا نہ اپنے مقابل کے سامنے
اک کوہِ بے ستوں رہا باطل کے سامنے

آئی بلا جو مردِ مسلماں کے سامنے
کشتی بڑھا کے لے گیا طوفاں کے سامنے
سیلابِ ظلم تھم گیا ایماں کے سامنے
ہنستا رہا وہ خنجرِ بُرّاں کے سامنے

"ہمّت میں بے مثال، شجاعت میں فرد ہے"
تلوار کا دھنی ہے وہ میداں کا مرد ہے

اللہ ری یہ شانِ عبادت حسینؑ کی
بنیادِ دینِ حق ہے امامت حسینؑ کی
آئے گی یاد تا بہ قیامت حسینؑ کی
کیا درس دے رہی ہے شہادت حسینؑ کی

باطل کی جور و ظلم کی دنیا خراب ہے
قائم جو حق پہ ہوگیا وہ کامیاب ہے

افسوس ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ بھُلا دیا
رسموں میں کارناموں کو اُن کے چھُپا دیا
تاریخ کو سب اپنی ٹھکانے لگا دیا
اک واقعہ عظیم تھا اور کیا بنا دیا

ہر ایک رسم وجہِ عقیدت بنی ہوئی
بِدعت ہر اک ہے آج شریعت بنی ہوئی

کیا خوب رنج حضرتِ عالی مقام ہے
کپڑے ہیں زرق برق تو رُخ لالہ فام ہے
عیش و نشاط کا یہ نیا اہتمام ہے
قرآن ہے بغل میں نظر میں حرام ہے
سامان ہو رہے ہیں یہ رسوائیوں کے آج
میلے لگے ہوئے ہیں تماشائیوں کے آج

یوں پھر رہے ہیں چھیل چھبیلے بنے ہوئے
مالا گلے میں ہاتھ میں گجرے بندھے ہوئے
فیشن میں غرق عطر میں کپڑے بسے ہوئے
ہونٹوں پہ لال پان کے لاکھے جمے ہوئے
کیسا یہ احترام ہے خونِ شہید کا
جو کام کر رہے ہیں وہ شمر و یزید کا

نیل آنکھ کا ڈھلا تو نہ غیرت وہ اب رہی
عزت نہ آبرو نہ شرافت وہ اب رہی
سرد ہو گیا لہو نہ حرارت وہ اب رہی
جیتے ہی مر گئے نہ شجاعت وہ اب رہی
احسان کر رہے ہو یہ رُوحِ امام پر
رونا ہی صرف سیکھے ہو مولا کے نام پر

رونا بھی کیسا؟ گانوں کے باجوں کے ساتھ ساتھ
نقارے، ڈھولوں، تاشوں، مجیروں کیساتھ ساتھ
پڑھتے ہیں سوز و مرثیہ نالوں کے ساتھ ساتھ
نظارہ باز بھی ہیں نظاروں کے ساتھ ساتھ

پہلو یہ تعزیوں میں عجب دل خراش ہے
یہ جذبۂ جہاد کی کاندھوں پہ لاش ہے

اسلام سے لگاؤ دلوں کو ذرا نہیں
روزہ نہیں، نماز نہیں، اِتّقا نہیں
کچھ پیروئ حکمِ شہ دوسرا نہیں
گمراہی کی یہ حد ہے کہ خوف خدا نہیں

مرنے کا ہے مقام بڑی شرم کی ہے بات
جو قتل کی ہے رات بنی ہے شبِ برات

بھٹکا ہوا ہے راہ سے کچھ ایسا کارواں
منزل کا دُور دُور نہیں نام اور نشاں
اس پر یہ ظلم چلتی ہیں ظلمت کی آندھیاں
حافظ خدا ہے دیکھیں پہنچتے ہیں ہم کہاں

لفظی عقیدتیں ہیں جنابِ امام سے
نسبت نہیں ہے کوئی ہمیں اُن کے کام سے

دل میں وہ جوش ہے نہ وہ ایماں کا درد ہے
وہ رعبِ کفر چھا گیا چہرہ بھی زرد ہے
واقف ہے خوب اس سے جو میداں کا مرد ہے
جینا ہے اس کا موت لہو جس کا سرد ہے

موقع نہیں ہے صرف یہ آنسو بہانے کا
ہے اور بھی طریقہ محرّم منانے کا

آواز دے رہا ہے یہ میدانِ کربلا
مردانِ کارزار کی دنیا میں آ ذرا
شمشیرِ آب دار کے جوہر ذرا دکھا
شعلوں سے کھیل آگ کا طوفاں کوئی اٹھا

کہتے ہیں لوگ شعلۂ ایماں نہیں رہا
اک راکھ کا ہے ڈھیر مسلماں نہیں رہا

دوزخ بنا ہے پیٹ غذائے حرام سے
دم نکلا جا رہا ہے سجود و قیام سے
تلوار باہر آئے تو کیوں کر نیام سے
فالج پڑا ہوا ہے شہادت کے نام سے

تھا سلسلہ توشہ کا خلیل و کلیم تک
افسوس رہ گئی حلوے حلیم تک

باطل نے تجھ کو آج یوں نیچا دکھا دیا
ہر اک درِ ذلیل پہ لاکر جھکا دیا
مولا کی بندگی کو بھی دل سے بھلا دیا
تجھ کو بلندیوں نے تری خود گرا دیا

سچ ہے جو دل سے جذبۂ ایماں نکل گیا
تلوار چھوٹی ہاتھ سے میداں نکل گیا

دعویٰ تو یہ غلام شہِ مشرقین ہے
مجلس میں عورتوں کی طرح شور و شین ہے
کیسی یہ سینہ کوبی ہے کیسا یہ بین ہے
لے دے کے اشکِ بزدلی نذرِ حسینؓ ہے

دل میں اگر حسینؓ کا ارمانِ عشق ہے
سر چاہیئے یہاں کہ یہ میدانِ عشق ہے

روزہ، نماز، حج و زکوٰۃ، ہو چکے ادا
عمامے چھوڑ، سیکھ کفن سر سے باندھنا
کچھ پاؤں آگے ممبر و محراب سے بڑھا
گونجے فضا میں کلمۂ توحید کی صدا

مسجد میں مانا مجلسِ شبیر چاہیئے
میداں میں بھی نعرۂ تکبیر چاہیئے

منہ پھیر دے زمانہ کی بگڑی ہواؤں کا
تختہ الٹ دے ظلم کا جھوٹے خداؤں کا
ٹوٹے اگر پہاڑ بھی عارفؔ بلاؤں کا
ڈٹ کر مقابلہ ہو ستم کا جفاؤں کا

پروا نہیں ہے معرکہ کتنا ہی سخت ہو
مَردوں کا یہ اصول ہے تختہ کہ تخت ہو



سلام

اے دل سرِ نیاز جو خم ہے حسینؑ کا
عظمت کے آسماں پہ علم ہے حسینؑ کا

اٹھے نہ دو جہاں سے وہ غم ہے حسینؑ کا
دونوں جہاں کا غم سہے دم ہے حسینؑ کا

آنکھوں میں اشک دل میں جو غم ہے حسینؑ کا
رحمت برس رہی ہے کرم ہے حسینؑ کا

انسانیت کو منزلِ معراج مل گئی
انسانیت پہ خاص کرم ہے حسینؑ کا

خورشید حشر سامنے اس کے ہے سرنگوں
شیرِ خدا کا ہاتھ علم ہے حسینؑ کا

عالم میں روشنی ہے شہیدوں کے خون کی
بھڑکا ہوا ہے شعلۂ غم ہے حسینؑ کا

طوفان اٹھے، آندھیاں آئیں بلا گرے
جھکنے نہ پائے گا کہ علم ہے حسینؑ کا

عرشِ خدا کے سایہ میں پہنچے شہیدِ ناز
کیا مرتبہ خدا کی قسم ہے حسینؑ کا

میدانِ کربلا کو وہ کعبہ بنا گئے
یہ شانِ اہلِ بیت ہے دم ہے حسینؑ کا

ہر دَور انقلاب میں روحِ حسینؑ ہے
ہر دور انقلاب کرم ہے حسینؑ کا

جو بڑھ گیا ہے راہِ خدا میں وہ بڑھ گیا
پیچھے نہ ہٹ سکے گا قدم ہے حسینؑ کا

صبرِ حسینؑ رحمتِ عالم کی شان ہے
لطف و کرم، جوابِ ستم ہے حسینؑ کا

سایہ فگن ہو، ابرِ کرم، ربِ ذوالجلال
چادر بغیر آج حرم ہے حسینؑ کا

آنسو غمِ حسینؑ میں اشکوں کی آب ہیں
دل جس سے جگمگائے وہ غم ہے حسینؑ کا

ہر وقت ہر زمانۂ باطل پرست میں
منزل ہماری نقشِ قدم ہے حسینؑ کا

بھٹکے ہوؤں کو منزلِ مقصود مل گئی
عارفؔ چراغِ راہ قدم ہے حسینؑ کا



لہو رو کر جو ماتم کرتے ہیں شاہِ شہیداں کا
یہ پھول اشکوں کے بن جائیں گے تحفہ چشمِ گریاں کا

پلٹنا قول سے شیوہ نہیں مردِ مسلماں کا
تہِ خنجر کیا کرتے ہیں ایفا عہد و پیماں کا

اُمڈ آتا ہے دریا آنسوؤں کا ذکر سنتے ہی
غمِ شبیرؑ میں عالم نہ پوچھو چشمِ گریاں کا

پلا دے گھونٹ دو اصغر کو اپنے ہاتھ سے ظالم
اگر سمجھے تو ہے انسانیت پر وقت احساں کا

یہی اُبھریں ہیں دنیا میں یہی چمکیں گے تربت پر
ہے زخموں سے شہیدوں کے سماں جشنِ چراغاں کا

زمانہ خوب واقف ہے یہ اک روشن حقیقت ہے
کبھی جھکتا نہیں سر سامنے باطل کے ایماں کا

رہِ تسلیم میں ثابت قدم تھے کس قدر مولا
ہے وہ میداں جہاں جی چھوٹتا ہے مردِ میداں کا

لیے پھرتے ہیں نیزوں پر کہاں معلوم اندھوں کو
نشانِ حق ہے اونچا سر نہیں شاہِ شہیداں کا

تڑپ اٹھی جنابِ سیّدہ کی رُوح تربت میں
قیامت کی گھڑی تھی اس پہ نالہ اہلِ زنداں کا

عیاں ہے شاہ کی مظلومیت آثارِ فطرت سے
یہ سُرخی آسماں کی رنگ ہے خونِ شہیداں کا

لٹا کر ذبح کرتے ہیں جھلستی ریت میں اس کو
تکے گا آفتابِ حشر سایہ جس کے داماں کا

انہیں پانی کی پروا کیا ہے دریا جن کی ٹھوکر میں
مزہ پاتے ہیں آبِ تیغ میں وہ آبِ حیواں کا

کسی کی معرفت چلتی نہیں کارِ مشیت میں
یہ منزل وہ ہے عارف ہوش گم ہے اہلِ عرفاں کا



سلام

جس دل میں نہیں درد امامِ دوسرا کا
سمجھے گا وہ کیا راز مری آہ و بکا کا

سر تن سے جدا جب ہوا شاہِ شہدا کا
تھرائی زمیں، پایہ ہلا عرشِ علیٰ کا

موقع سہی یہ نالہ و شیون کا، بکا کا
بندہ ہے وہ ہو کر رہے بندہ جو رضا کا

ہر زخم پہ ہوتا ہے ادا شکر خدا کا
معلوم تھا شہ کو جو تقاضا تھا وفا کا

ہر پھر کے وہیں آئے ، چلے تھے وہ جہاں سے
تقدیر کا چکر تھا کہ فرمان قضا کا

پانی کی طلب کس کو تھی ٹھوکر میں تھے دریا
تھا ذوقِ شہادت کا مزہ آبِ بقا کا

کٹوا دیا ہنس ہنس کے جوانانِ چمن کو
شبیر سبق دے گئے تسلیم و رضا کا

اے شمر زمانہ کی بہاریں بھی کہاں تک
دم بھر میں اِدھر، پل بھر میں اُدھر رُخ ہے ہوا کا

وہ صاف کئے ہاتھ جگر بندِ علیؑ نے
سیلاب امڈتا ہی گیا موجِ فنا کا

گونج اٹھا جہاں حق و صداقت کی صدا سے
ہر قطرہ زباں بن گیا خونِ شہدا کا

یہ شانِ نبوت کے گھرانے کی تھی مخصوص
اعدا کے لیے ہاتھ بھی اٹھا تو دعا کا

کچھ پوچھو نہ میدانِ بلا کے لیے عارفؔ
مرضی تھی یہ مولا کی یہی حکم خدا کا



سلام

توفیق دے خدا جو درود و سلام کی
کشتیٔ دل میں نذر ہو حضرت کے نام کی

منزل خدا ہی جانے یہ ہے کس مقام کی
شانِ جلال ہے کہ شہادت امام کی

نوبت وہ بج رہی ہے شہِ تشنہ کام کی
عالَم کے دل پہ نقش ہے عظمت امام کی

میدانِ کربلا میں شہادت امام کی
ادنیٰ سی اک جھلک تھی یہ ان کے مقام کی

قبضہ میں جن کے گردشِ لیل و نہار ہو
اُن کو ڈرائیں گردشیں کیا صبح و شام کی

کاٹی ہیں شہ نے منزلیں تیغوں کی دھار پر
تکمیل ہے یہ صبر و رضا کے مقام کی

اک ایک سے ہیں بڑھ کے رفیقانِ باوفا
سیرت امام کی کوئی صورت امام کی

حد بھی ہے امتحان کی اے شانِ بے نیاز
آلِ نبیؐ پہ ساری مصیبت تمام کی

خنجر گلے پہ، پیاس کی شدت لبوں پہ شکر
ہمت امام کی تھی، یہ جرأت امام کی

ٹھوکر سے جس کی کوثر و تسنیم ہو رواں
پانی سے پیاس کیا بجھے اس تشنہ کام کی

رتبے بہت بڑے ہیں خلیلؑ و کلیمؑ کے
منزل امام کی ہے یہ منزل امام کی

اکبر کو سونپ کر کہا بالو نے شاہ سے
رحمت بجھائے پیاس مرے تشنہ کام کی

منزلِ فنا کی ہے کہ مقامِ بقا ہے یہ
اندھوں پہ کیا عیاں ہو حقیقت امام کی

خنجر کی آڑ میں جہاں راز و نیاز ہو
عارفؔ وہاں مجال کسے ہے کلام کی



تضمین

اس بزم کا نقشہ ہی انوکھا ہے نیا ہے
جبریلِ امیں باندھے ہوئے ہاتھ کھڑا ہے
حوروں کی زبانوں پہ یہاں صلی علیٰ ہے
اے مجرئی تعظیم ہو جتنی ہو بجا ہے
دربار حسینی ہے یہاں عرش جھکا ہے

مہتاب بھی قرباں ہے وہ حسن ملا ہے
جرأت ہے وہ جرأت کوئی ہمسر نہ ہوا ہے
کیا صورت و سیرت ہو بیاں صاف کھلا ہے
ہم شکل نبیؐ ہے پسر شیرِ خدا ہے
وہ لال ہے جو گود میں زہراؓ کے پلا ہے

لوگوں نے یہ سرکار کا ارشاد سُنا ہے
یہ مجھ سے ہے میں اس سے رہا فرق ہی کیا ہے
یہ مرتبہ اوروں کو ملے گا نہ ملا ہے
دَربارِ رسالت سے یہ اعلان ہوا ہے
کونین کا مختار امام دوسرا ہے

ایمان کی کہتا ہوں یہ ایمان مرا ہے
دیکھا ہے سنا ہے، یہ حقیقت ہے بجا ہے
مشکل میں جہاں یاد کیا دُور بلا ہے
کیا نام حسینؑ ابن علیؓ نامِ خدا ہے
ہر دَرد کا درماں ہے وہ ہر دکھ کی دوا ہے

اکبر سے جواں بیٹے کا وہ داغ لگا ہے
عباس علم دار کمر توڑ گیا ہے
اس پر بھی یہ اللہ ری آئینِ وفا ہے
ہر حال میں شاکر ہے نہ شکوہ نہ گلا ہے
اک صبر کا بندہ ہے کہ راضی بہ رضا ہے

مظلوم ہے، بیکس ہے، غریب الغربا ہے
اِک پیکرِ طاعت ہے کہ تصویرِ وفا ہے
چپ چاپ زمانہ کی ہوا دیکھ رہا ہے
ہر حال میں شاکر ہے نہ شکوہ نہ گلا ہے
اِک صبر کا بندہ ہے کہ راضی بہ رضا ہے

ڈرتا ہے بہادر کہیں افواجِ دنی سے
آنکھیں وہ لڑا لیتا ہے نیزوں کی اَنی سے
میداں کوئی لے تو لے میداں کے دھنی سے
بیعت کی طلب اور امام مدنی سے!!
اِک بڑھے شرابی کی یہ ہذیان ہوا ہے

واقف نہیں کیا مرتبۂ پنج تنی سے
آتا نہیں کیوں باز بھلا بدسخنی سے
جاتے رہے کیا ہوش بھی اعضا شکنی سے
بیعت کی طلب اور امام مدنی سے !!
اِک بڑھے شرابی کی یہ ہذیان ہوا ہے

دَم بھر کی نمائش ہے یہ سب جلوہ نمائی
باقی جو رہے گی تو وہی شانِ خدائی
کس بات پہ نخوت ہے یہ کیا دل میں ہے آئی
دنیا کے لیے مالک عقبیٰ سے لڑائی
دنیا کی حکومت تو یہ دو دن کی ہوا ہے

انجام دکھا دیں یہیں ہر دشمنِ دیں کو
چکرا دیں اشاروں ہی میں اس چرخِ بریں کو
اعدا پہ اُلٹ دیں ابھی مقتل کی زمیں کو
وہ چاہیں تو فی النار کریں فوجِ لعیں کو
وہ مالکِ کُل ہیں انہیں دشوار ہی کیا ہے

گستاخیاں یہ بادشہِ عرش نشیں سے
کم بخت پھرا جاتا ہے کیوں قبلۂ دیں سے
دوزخ کے بنا ڈالے ہیں سامان یہیں سے
اتنا تو کوئی پوچھ لے اس شمرِ لعیں سے
ظالم تجھے کچھ پاسِ نبیؐ خوفِ خدا ہے؟

یہ نازشِ قدرت ہے، یہ ہے حق کی صداقت
یہ فخرِ امامت ہے یہی جانِ خلافت
کم ہوگی قیامت سے نہ کچھ اس کی شہادت
ظالم تجھے معلوم ہے شبیرؑ کی عظمت
یہ اس کا نواسہ ہے جو محبوبِ خدا ہے

خوشنودیٔ خالق کے طلب گار ہیں مولا
دیدار کی رحمت کے خریدار ہیں مولا
ہر رسمِ محبت سے خبردار ہیں مولا
جاں دینے کو سو جان سے تیار ہیں مولا
ہر حال میں راضی ہیں یہ آئین وفا ہے

ہاں ذوقِ شہادت کی ہے توقیر نرالی
پیشانیٔ طاعت کی ہے تنویر نرالی
تعلیم رسالت کی ہے تاثیر نرالی
تکمیل شہادت کی ہے تصویر نرالی
خم ہے سرِ تسلیم کہ مولا کی رضا ہے

صدیقؓ سی دنیا میں صداقت نہ رہی تھی
فاروقؓ کی وہ شانِ عدالت نہ رہی تھی
عثمانؓ عطا، حیدری طاقت نہ رہی تھی
اسلام میں باقی وہ حرارت نہ رہی تھی
اسلام کو سرکار نے پھر زندہ کیا ہے

ڈر ہے کہ بپا اور ہی کہرام نہ ہو جائے
آغاز جسے کہتے ہیں انجام نہ ہو جائے
اس صبح قیامت کی یہیں شام نہ ہو جائے
محشر بھی کہیں قتل گہِ عام نہ ہو جائے
خونِ شہِ مظلوم ہے خود بول اٹھا ہے

جس وقت اسیروں کو نظر آیا مدینا
کچھ کہہ نہیں سکتا جو قیامت ہوئی برپا
ہر بی بی کے لب پر تھی صدا یا شہِ بطحا
فریاد کہ تاراج ہوا گلشنِ زہرا
سادات کا یہ قافلہ غربت میں لٹا ہے

چہرہ بھی ہے مغموم تو آنکھیں بھی ہیں پُرنم
ہر سانس کی آواز میں ہے نالۂ پیہم
عارفؔ سے چھپاؤ گے کہاں تک الم و غم

سر دُھنتے ہو بیٹھے ہوئے کیسا ہے یہ ماتم
کیوں غم کی چڑھائی ہے خلیلؔ آج یہ کیا ہے



نذرِ عقیدت

بہ بارگاہ قطب ربانی، محبوب سبحانی حضرت محی الدین، عبد القادر جیلانی
شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ

شریعت کی تمہیں سے زندگی ہے غوثؒ جیلانی
حقیقت کی تمہیں کو آگہی ہے غوثؒ جیلانی

نظر جس پر پڑی تیری مقدر جگمگا اٹھا
ہزاروں کی یونہی قسمت بنی ہے غوثؒ جیلانی

قیامت تک تری شمعِ ولایت بجھ نہیں سکتی
تو حسنِ احمدی کی روشنی ہے غوثؒ جیلانی

جہاں قدرت کے سارے راز کھل جاتے ہیں بندے پر
وہ منزل آپ کی ہے، آپ کی ہے غوثؒ جیلانی

عبادت کیا عبادت تھی، ولایت کیا ولایت تھی
ابھی تک دل کی دنیا جھومتی ہے غوثِ جیلانی

فنائے ذات حق ہوکر کیا یہ آپ نے ثابت
محبت بے نیازِ بندگی ہے غوثِ جیلانی

ترے بحرِ کرامت کا کنارا ہی نہیں مِلتا
زمانے کی نظر تھک گئی ہے غوثِ جیلانی

مقامِ جاوداں کی آپ کس منزل پہ پہنچے ہیں
جہاں ہر اک نفس اک زندگی ہے غوث جیلانی

وہ تیرا ہے تُو اس کا ہے، وہ تجھ میں ہے تو اس سے ہے
خدائی ہے کہ تیری بندگی ہے غوث جیلانی

تجھے کیا فکر ہے عارفؔ اسی کو فکر ہے تیری
سخی ہے غوث جیلانی، ولی ہے غوث جیلانی

منقبت

در شان سلطان الہند غریب نواز خواجۂ خواجگاں اشرف اولیاء
عطائے رسول حضرت معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رح

زمیں اجمیر کی ہے سجدہ گاہِ عاشقاں خواجہ رح
تمہارا آستاں ہے کعبۂ ہندوستاں خواجہ رح

گھٹا رحمت کی طیبہ سے اٹھی اور ہند پر برسی
عطا بن کر رسولِ پاک کی آئے یہاں خواجہ رح

سلاطینِ زمانہ سر کے بل آتے ہیں چوکھٹ پر
حقیقت میں تمہیں ہو والئ ہندوستاں خواجہ رح

فنا فی الشیخ ہو کر دل کی آنکھوں سے کوئی دیکھے
اِدھر خواجہ رح اُدھر خواجہ رح یہاں خواجہ رح وہاں خواجہ رح

حسینانِ جہاں زلفوں سے جھاڑیں فرشِ مرقد کو
تو روحِ عاشقاں خواجہؒ تو جانِ گل رُخاں خواجہ

مرادیں کیسی بھرتے ہو خزانے کیا لٹاتے ہو
چلی آتی ہے دنیا کارواں در کارواں خواجہؒ

ملا کر عشق و نغمہ کو نفس کے تار چھیڑے ہیں
حریم حسن میں ہے ایک شور الاماں خواجہؒ

منوّر ہے، معطّر ہے، مُطہّر ہے، مقدس ہے
ترے روضہ پہ ہوتا ہے طوافِ قدسیاں خواجہؒ

کہاں پہنچا کرم سے آپ کے دَر کا گدا عارفؔ
عنایت کی نظر کا راز چھُپتا ہے کہاں خواجہؒ

منقبت

درشان سلطان الہند خواجۂ خواجگاں، حضرت غریب نواز اجمیریؒ

اُجالا وہ ہے ایماں کا یہاں خواجہ وہاں خواجہؒ
زمانہ بھر میں روشن ہے چراغِ چشتیاں خواجہؒ

تری شانِ کرامت ہے کہ یہ شانِ عبادت ہے
چلا آتا ہے چوکھٹ پر تری سارا جہاں خواجہؒ

ملی ہے روشنی تجھ کو رسول اللہ کے دَر سے
ترے اس فیضِ نورانی کی حد ہے اب کہاں خواجہؒ

ترے روضہ پہ بارش رات دن پھولوں دروودوں کی
خدا کی خاص رحمت کا یہی تو ہے نشاں خواجہؒ

تُو اس کا ہو گیا ایسا کہ دنیا ہو گئی تیری
ترے قبضہ میں اس نے دے دیا سارا جہاں خواجہؒ

تری روحانیت کے عالمِ بالا میں چرچے ہیں
ترے ہی ذکر سے گونجا ہوا ہے آسماں خواجہؒ

مروّت ہے، محبت ہے، تواضع ہے، سخاوت ہے
تو ہے انسانیت کا ایک بحرِ بے کراں خواجہؒ

بہت مردِ خدا ہوں گے زمینِ ہند پر لیکن
کہاں خواجہؒ، کہاں خواجہؒ، کہاں خواجہؒ، کہاں خواجہؒ

یقیں کامل ہے عارفؔ کو رہے گا دین و دنیا میں
ترے فضل و کرم کا اس کے سر پر سائباں خواجہؒ

تضمین

بر منقبت مستانہ جمال صاحبہ وارثی در شان حضرت نظام الدین
محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

نعمت ہے بڑی شفقتِ محبوب الٰہیؒ
اللہ رکھے الفت محبوب الٰہیؒ
آنکھوں میں بسی صورت محبوب الٰہیؒ
دل میں ہے مرے عظمت محبوت الٰہیؒ
پوشیدہ نہیں شوکتِ محبوب الٰہیؒ

یہ زندہ حقیقت ہے کہانی نہ فسانہ
درویش کی عظمت کا نہیں کوئی ٹھکانہ
کیا ملک ہے، کیا تاج ہے، کیا تخت شہانہ
قدموں میں جھکے آکے سلاطین زمانہ
یہ شان ہے یہ سطوتِ محبوب الٰہیؒ

جاگیر یہاں شیخ کی پنڈت کی نہیں ہے
نفرت کہاں ؟ بُو باس بھی نفرت کی نہیں ہے
دنیا ہے محبت کی عداوت کی نہیں ہے
تفریق یہاں مذہب و ملت کی نہیں ہے
ہر ایک پہ ہے شفقتِ محبوب الٰہیؒ

سب حسنِ حقیقت کی ہے دیدار نمائی
آنکھیں ہوئیں روشن تو جِلا قلب نے پائی
جو بات محب میں وہی محبوب میں آئی
جو روزِ ازل وارثِ عالم نے دکھائی
صورت ہے وہی صورتِ محبوب الٰہیؒ

کیا حسنِ حقیقی پہ جلال آیا ہوا ہے
گم ہوش ہیں عارف کے بھی حال آیا ہوا ہے
دنیا ہے حسیں کس کا خیال آیا ہوا ہے
ہر شے متبسم ہے جمالؔ آیا ہوا ہے
اللہ غنی جلوتِ محبوب الٰہیؒ

صدا مستانہ جمال وارثی صاحبہ

منقبت

در شان مرشدی و مولائی سیدنا و مولانا حضرت سید پیر جماعت علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نبیؐ نے جو دکھائی ، راہ تھی شاہِ جماعتؒ کی
خدا کی ذات منزل آخری شاہِ جماعتؒ کی

نفس کی آمد و شُد میں اسی کا ذکر ہوتا تھا
یہی آٹھوں پہر تھی بندگی شاہِ جماعتؒ کی

مدینہ ان کے دل میں تھا، تو ان کا دل مدینہ میں
رسولِؐ پاک سے قربت یہ تھی شاہِ جماعتؒ کی

خدا نے سر سے پا تک نور کے سانچے میں ڈھالا تھا
نبیؐ کا عکس تھا یا روشنی شاہِ جماعتؒ کی

شریعت میں، طریقت میں، ولایت میں، کرامت میں
مسلّم تھی فضیلت . برتری شاہِ جماعتؒ کی

جہاں آئینۂ دل میں تھا نقشہ دین و دنیا کا
کرامت اور کیا ہے پوچھنی شاہِ جماعت کی

وہ فیض باقی باللّٰہی کہ انعام مجدّدؒ تھا
مسلم تھی حقیقت آگہی شاہِ جماعتؒ کی

سخاوت تھی کہ ٹھاٹھیں مارتا دریا تھا بخشش کا
عجم میں کیا عرب میں دھوم تھی شاہِ جماعتؒ کی

غذائیں وہ مکلّف، وہ لباسِ فاخرہ اُن کا
فقیری میں امیری ہی رہی شاہِ جماعتؒ کی

خدا ہی جانے کیا عشقِ رسولِؐ پاک تھا اُن کا
ہوئی روضہ پہ کتنی حاضری شاہِ جماعتؒ کی

جو منہ سے کہہ دیا اس کی خدا نے لاج وہ رکھی
دعا خالی نہ جاتی تھی کبھی شاہِ جماعتؒ کی

ہر اک عالم، ہر اک عامل، ہر اک عابد، ہر اک کامل
ولی ابنِ ولی اولاد بھی شاہِ جماعتؒ کی

وہ کیا چشمِ کرم تھی باندھ رکھا تھا زمانہ کو
توجہ کی نظر مشہور تھی شاہِ جماعتؒ کی

غلاموں میں ہے ان کے عارفؔ ناچیز بھی یا رب
عطا ہو جائے اس کو روشنی شاہِ جماعتؒ کی



منقبت

درشانِ عالی، جانشین شاہ ابوالمعالیؒ حضرت پیر
مہتاب شاہ صاحب لاہوریؒ

کیسے مقبول خدا ہیں حضرت مہتابؒ شاہ
نائب غوث الورا ہیں حضرت مہتابؒ شاہ

عالم علم شریعت، عابدِ شب زندہ دار
رہبرِ راہِ ہدیٰ ہیں حضرت مہتابؒ شاہ

دل کی دنیا ہی بدل دیں اک نگاہِ ناز سے
دل کے ہر غم کی دوا ہیں حضرت مہتابؒ شاہ

سیدِ کونین سے ملتا ہے رشتہ آپ کا
سوچ لیں آگے کہ کیا ہیں حضرت مہتابؒ شاہ

وہ ریاضت، وہ کرامت، وہ عبادت آپ کی
اصل میں مردِ خدا ہیں حضرتِ مہتاب شاہ

نام سید کے وسیلے سے بلائیں دور ہوں
بیکسوں کا آسرا ہیں حضرتِ مہتاب شاہ

کیا کرم فرمایا حیدر شاہ و اکبر شاہ پر
خلق کے وہ رہنما ہیں حضرتِ مہتاب شاہ

بندۂ ناچیز عارف کیا کہے گا منقبت
جو لکھیں اس سے سوا ہیں حضرتِ مہتاب شاہ



منقبت

درشانِ حضرت پیر محبوب بخش چشتی بیکانیری رح

کرم ہے، لطف ہے، تیرا ولی چشتی رح، سخی چشتی رح
دعاؤں سے زمانہ کی بسادی زندگی چشتی رح

مکمل تھا ترا ایسا نظامِ زندگی چشتی رح
نہ چلنے پائی کچھ بھی گردشِ ایام کی چشتی رح

ترا اک اک قدم نقشِ قدم پر تھا محمدؐ کے
سمجھتا تھا شریعت، دھار ہے تلوار کی چشتی رح

تری دنیا بھی مسجد تھی، تری عقبیٰ بھی مسجد ہے
نرالی ہے، انوکھی ہے، یہ طرزِ بندگی چشتی رح

ہمیشہ دَور ہے روضہ پہ جو قرآں خوانی کا
شہادت ہے یہی قرآں سے تیرے عشق کی چشتیؒ

ترے نورِ عبادت سے تری راتیں بھی روشن تھیں
بنی حسنِ حقیقت صبح کی تابندگی چشتیؒ

مدینے میں مری خاطر دعا کو ہاتھ اٹھائے تھے
حقیقت بن گئی تعبیر میرے خواب کی چشتیؒ

کرم ہے آپ کا جن پر انہیں کس بات کا غم ہے
بدل جائے ہزاروں بار دورِ زندگی چشتیؒ

تو اس کے سامنے جھک کر گیا ہے کس بلندی پر
تجھے معلوم ہے رازِ نیازِ بندگی چشتیؒ

برستا تھا ترے چہرے پہ نورِ معرفت ایسا
تصور سے ترے آتی ہے دل میں روشنی چشتیؒ

وہی زورِ ولایت ہے وہی فیضِ کرامت ہے
تمہارے فیض کا دریا ہے جاری آج بھی چشتیؒ

خدا کے خاص بندوں میں ملا ہے مرتبہ اعلیٰ
عنایت ہے یہ تم پر خواجۂ اجمیر کی چشتیؒ

کہے جائیں لکھے جائیں مناقب اب قیامت تک
خدا والوں کی کب تعریف پوری ہو سکی چشتیؒ

ترے دستِ دعا سے پھولتا پھلتا رہے عارفؔ
یونہی قائم رہے اس کی بہار زندگی چشتیؒ



منقبت

در شان حضرت پیر غلام سرورؒ سجادہ نشین شاہ ولایت حضرت خواجہ نجم الدینؒ صاحب فتحپوری خلیفہ مجاز غوثِ زماں قطب دوراں حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ

کیا آپ کی ہے عظمت حضرت غلام سرورؒ
محبوبِ شاہِ ولایت حضرت غلام سرورؒ

علم و عمل کے مالک، انسانیت میں کامل
صوفیٔ نیک سیرت حضرت غلام سرورؒ

دل کی مرادیں لے کر ہم در پہ آپڑے ہیں
رکھنا ہماری عزت ، حضرت غلام سرورؒ

چھپ کر بھی آپ سب کے دل میں بسے ہوئے ہیں
آنکھوں میں ہے وہ صورت حضرت غلام سرورؒ

کس کس کو کیا ملا ہے وہ خود ہی جانتا ہے
چھپتی نہیں کرامت، حضرت غلام سرورؒ

مسجد[1] میں نور باطن جلوہ نما ہے کس کا
کیسی یہ کی عبادت، حضرت غلام سرورؒ

اللہ ری خاکساری، اللہ ری سربلندی
کیا رنگ لائی خدمت، حضرت غلام سرورؒ

صدقہ میں نجمؒ دین کے دستِ دعا اٹھا دیں
بن جائے اور قسمت، حضرت غلام سرورؒ

میں ہوں وہی گدائے دربار نجم عارف
رکھتے تھے جس پہ شفقت، حضرت غلام سرورؒ

---

[1] احاطۂ درگاہ شریف حضرت شاہ ولایت حاجی نجم الدینؒ میں آپ نے ایک شاندار مسجد اپنی یادگار چھوڑی ہے۔

منقبت

در شان مجذوب کامل حضرت احمد علی بابا ناگوری[1] رحؒ

پیا تھا کیسا جام بے خودی احمد علیؒ بابا
تری مستی عبادت بن گئی احمد علیؒ بابا

جو ظاہر میں تھی اک دیوانگی احمد علیؒ بابا
حقیقت میں تھی رمزِ آگہی احمد علیؒ بابا

کھلے تھے راز قدرت صاف تیرے شیشۂ دل پر
نگاہوں میں تھی دنیا غیب کی احمد علیؒ بابا

اٹھا دی ہے نظر جس سمت جوش کیف و مستی میں
لٹا دی ہے شرابِ زندگی احمد علیؒ بابا

---

[1] آپ ناگور شریف راجستھان میں ایک مجذوب دو لے کامل گزرے، جن کی سیف زبانی کے ولایت اور کرامات کے چرچے راجستھان میں گھر گھر میں عام ہیں۔

تری مجذوبیت تھی ایک پردہ اہلِ دنیا سے
چھپا رکھی تھی دنیا کشف کی احمد علیؒ بابا

ترے در پہ جو روتے آئے وہ ہنستے ہوئے نکلے
کھلا دی تو نے ہر دل کی کلی احمد علیؒ بابا

حیاتِ جاوداں قدموں میں تیرے سر جھکاتی ہے
ملی مردہ دلوں کو زندگی احمد علیؒ بابا

تری خاکِ لحد سے اب بھی دنیا فیض پاتی ہے
تو اب تک بھی ہے اِک زندہ ولی احمد علیؒ بابا

ترے اک جذبۂ مستی پہ قرباں ظاہری سجدے
ادا کی کیا نمازِ عاشقی احمد علیؒ بابا

نظر اس کے سوا کوئی نہ آئے تیرے عارفؔ کو
سکھا دے وہ ادائے بندگی احمد علیؒ بابا

منقبت

در شان حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحبؒ، سجادہ نشین درگاہ
حضرت شاہ ابوالمعالیؒ، کرمانیؒ

اتر جاتی ہے دل میں نور کی تنویر حیدر شاہؒ
تصور میں جب آتی ہے تری تصویر حیدر شاہؒ

طفیل غوث جس کے بھی ہوئے تم پیر حیدر شاہؒ
جہاں میں ہو گئی اس کی بڑی توقیر حیدر شاہؒ

ولایت کی تمہاری ہیں ضمانت غوث جیلانی
چلی ہے سلسلہ در سلسلہ تاثیر حیدر شاہؒ

ترا چہرہ یہ کہتا ہے کہ نورِ سیدی تو ہے
زمانہ دیکھتا ہی رہ گیا تنویر حیدر شاہؒ

ہر اک مذہب، ہر اک مشرب کے لوگوں کو عقیدت ہے
محبت کی ترے قبضہ میں ہے جاگیر حیدر شاہؒ

ہوں بیکانیر میں جلسے کہ ہوں لاہور میں جلسے
یہاں بھی پیر حیدر شاہؒ، وہاں بھی پیر حیدر شاہؒ

اتر جاتی ہے دل میں ڈوب جاتی ہے وہ رگ رگ میں
محبت کی نظر ہو گئی ہے وہ شمشیر حیدر شاہؒ

زمانہ کے کسی طوفان سے جھٹکا کھا نہیں سکتی
محبت، پیار کی، اخلاص کی تعمیر حیدر شاہؒ

وہی صورت، وہی سیرت، وہی عادت، وہی خصلت
ہیں اکبر شاہ سچے جانشینِ پیر حیدر شاہؒ

اُجالا کر دیا آکر ہماری ساری بستی میں
نشانی چھوڑ کر ایسی گئے ہو پیر حیدر شاہؒ

دعائے خیر تھی اُن کی سبھی کے واسطے عارفؔ
کرم فرما تھے دنیا پر جنابِ پیر حیدر شاہؒ

منقبت

در شانِ حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحبؒ

زمانہ سے سنو کیا ہیں ہمارے پیر حیدر شاہؒ
سہارے دین و دنیا کے سہارے پیر حیدر شاہؒ

جھکے دنیا اگر قدموں میں آکر کیا تعجب ہے
کہ سرپرِ غوثِ اعظم ہیں تمہارے پیر حیدر شاہؒ

بہت بھولے، بہت سیدھے، بہت سادہ، بہت مسکین
یہی سیّد کے ہیں اوصاف سارے پیر حیدر شاہؒ

ہے دل میں نورِ ایمانی شبیہ پاک نورانی
حقیقت میں نبیؐ کے تم ہو پیارے پیر حیدر شاہؒ

دعائیں لینے والوں پر حقیقت ہوگئی روشن
چمک جاتے ہیں قسمت کے ستارے پیر حیدر شاہؒ

تمہارے نام پر ہوتے ہیں دشمن دوست سب یکجا
دلوں کو جوڑتے ہو تم ہمارے پیر حیدر شاہؒ

بلائیں دُور کرتے رہتے ہو تم درد مندوں کی
تمہیں ہوتے ہیں قدرت کے اِشارے پیر حیدر شاہؒ

کیا پردہ تو جلوے اور ہی ظاہر ہوئے تیرے
حقیقت دیکھ کر حیراں ہیں سارے پیر حیدر شاہؒ

دعائیں رنگ کیا لائی ہیں اکبر شاہ کے حق میں
یہ دنیا دیکھتی ہے کیا نظارے پیر حیدر شاہؒ

تمہارے جدِ امجد غوث ہیں جن کی کرامت سے
لگی ڈوبی ہوئی کشتی کنارے پیر حیدر شاہؒ

لکھے جاتا ہے نعت و منقبت جوان دنوں عارف
تمہیں جانو یہ کس کے ہیں اشارے پیر حیدر شاہؒ

نظم الوداعی

بہ خدمت حضرت پیر سید اکبر شاہ صاحب مدظلہٗ
سجادہ نشین درگاہ شاہ ابو المعالی کرمانی لاہوری
رحمتہ اللہ علیہ ——————— ۱۳ر نومبر ۱۹۷۸ء

الوداع و الوداع سید ہمارے الوداع
الوداع اے شاہ حیدر کے دلارے الوداع
الوداع آلِ نبیؐ سب کے سہارے الوداع
الوداع حسنینؓ کی آنکھوں کے تارے الوداع

جس جگہ بھی تو رہے اونچا ترا پایا رہے
ابرِ رحمت بن کے تجھ پر غوث کا سایا رہے

دَم قدم سے تیرے سارے شہر میں رحمت رہی
جس جگہ بیٹھا دعائے خیر اور برکت رہی
محفلِ میلاد و وعظ و مجلسِ سیرت رہی
درحقیقت یہ رسولِ پاکؐ کی شفقت رہی

سچ اگر پوچھو عقیدت ہم کو ہی سچی نہیں
ذکرِ حق، ذکرِ نبیؐ پر کوئی پابندی نہیں

کیا تری عزّت ہوئی ہے کیا تری شہرت ہوئی
فیض پانے ایک دنیا حاضرِ خدمت ہوئی
سب نے خدمت کی تری، گھر گھر تری دعوت ہوئی
تیرے دستِ حق پہ کتنی ہر طرف بیعت ہوئی

دیر و کعبہ کی حدوں میں عشق کی منزل نہیں
کوئی بھی دیوار اس کے بیچ میں حائل نہیں

وقتِ رخصت دل کی کیا حالت ہے ہم کیسے کہیں
ہم پہ کیا گزری ہے کیا، ٹوٹا ہے غم کیسے کہیں
اب تو سینے میں گھٹا جاتا ہے دم کیسے کہیں
چھوٹتا جاتا ہے ہاتھوں سے قلم کیسے کہیں

چشمِ پُرنم دیکھ لے آنسو زباں بننے لگے
غم زدہ چہرے ہی دل کی داستاں بننے لگے

ساتھ لیتا جا مریدوں کی دعائیں ساتھ ہیں
دل کے ارماں، چاہنے والوں کی چاہیں ساتھ ہیں
ساتھ ہیں دیدار کی پیاسی نگاہیں ساتھ ہیں
جو گلے ملنے کو بڑھتی ہیں وہ باہیں ساتھ ہیں

خدمتِ دنیا ترا مشرب ہے، مذہب پیار ہے
پیار کے قبضہ میں وہ دنیا ہے یہ سنسار ہے



صحت نامہ ‘عقیدت کے پھول’

صفحہ	مصرع	غلط	صحیح
۸	سطر ۸	عشقِ محبت	عشقِ محمد
۹	سطر ۳	منشاوہ	منشاؤ
۱۷	سطر ۱۲	آرام	آرم
۲۶	۱۱	ربِ اعلیٰ	ربِ علیٰ
۲۷	۳	کامل	عامل
۲۷	۱۳	ربِ اعلیٰ	ربِ علیٰ
۳۳	۱۷	یوں گھر گئے	جو گھر گئے
۳۵	۱	شمع تجلیّ	شمع تجلی
۴۳	۸	رنج دُوری ڈھارہا	رنج دوری ڈھار رہا ہے
۶۱	۷	بایک	بہ یک
۶۱	۸	باہر عشوہ	بہ ہر عشوہ
۶۱	۸	باہر غمزہ	بہ ہر غمزہ
۶۲	۱	باصد	بہ صد
۶۳	۷	وہم گماں	وہم و گماں
۷۷	۱۰	ادب کے	ادب کہ
۷۷	۱۱	وقت کا	وقت ہے
۸۸	۴	ٹے	ہٹے
۸۸	۴	نصور	تصوّر
۹۰	۴	مدینے سے	مدینے میں
۹۹	۴	ہوا اشارا	ہو اشارا
۱۰۴	۴	گلِ قدسی	گلِ قدس
۱۰۴	۸	رحمت اللعالمین	رحمت العالمین
۱۱۲	۱۸	افسوس رہ گئی	افسوس بات رہ گئی
۱۲۰	۵	مشیعت	مشیت
۱۲۲	۸	پل بھر میں	پل میں
۱۲۸	۱۰	ہر درر	ہر درد
۱۳۲	۲	عثمان عطا	عثمانی عطا
۱۴۳	۵	وہ فیض باقی باللّٰہی	وہ فیض حضرتِ باقیؒ
۱۴۵	۵	اگ نگاہ	اک نگاہ
۱۵۲	حاشیہ	مجذوب ددئی	مجذوب و دلی
۱۵۵	۴	محبت کی نظر ہو گئی	محبت کی نظر ہوتی